اسرارِ معراج

(فرامین آلِ محمد علیہم السلام کی روشنی میں)

تالیف

محدثِ کبیر علامہ محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ ندیم عباس حیدری علوی عفی عنہ

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واضح ہو کہ آیاتِ کریمہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خداوند حکیم وخبیر نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شب میں مکہ معظمہ سے مسجد اقصےٰ کی جانب اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور عرش اعلیٰ تک سیر کرائی اور سمات کے عجائبات دکھائے اور پوشیدہ اسرار اور بے انتہا معارف حضرتؐ پر القاء کئے اور حبیبؐ خدا نے بیت المعمور میں اور عرش اعلےٰ کے نیچے عبادت میں قیام فرمایا اور ارواح انبیاء سے ملاقات کی اور بہشت میں جا کر بہشت والوں کے منازل مشاہدہ فرمائے۔ احادیث متواترہ خاصہ وعامہ دلالت کرتی ہیں کہ حضرتؐ کا عروج جسم کے ساتھ ہوا تھا بے جسم روح کے ساتھ نہیں، بیداری میں ہوا تھا خواب میں نہیں قدیم علمائے شیعہ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے چنانچہ ابن بابویہ اور شیخ طبرسیؒ نے ان مراتب کی تصریح کی ہے۔ اور بعض علماء عامہ نے معراج کے جسمانی ہونے میں اخبار آثار رسولؐ خدا وائمہ ہدیٰؑ کی عدم پیروی یا ان کے ارشاد پر یقین نہ ہونے کے سبب جو شک کیا ہے وہ بھی اپنے علماء کے شبہات پر اعتماد کرنے کے سبب ہے ورنہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص خدا اور رسولؐ اور آئمہؑ ہدیٰ کے ارشادات اور آیات قرآنی پر یقین رکھتا ہو اور مختلف طریقوں سے معراج کے صحیح ہونے اور اس کی خصوصیات وکیفیات کے بارے میں ہزاروں حدیثیں سنتا ہو جو معراج جسمانی پر بتصریح دلالت کرتی ہیں محض حکما کے شبہات کی بنا پر انکار کرے اور ان کی تاویلیں کرے اور سنی وشیعہ کی حدیث کی کتابوں میں شاید ہی کوئی کتاب

ایسی ہو جس میں معراج اپنی خصوصیات کے ساتھ مذکور نہ ہو۔

اگر میں اس بارے میں حدیثیں جمع کرنا چاہوں تو اس کتاب کے برابر ایک کتاب ہوسکتی ہے لیکن میں ہزاروں حدیثوں میں سے بطور نمونہ چند حدیثیں جیسے دالوں کے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہو لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ متدین احباب کو ان کے مضامین سے آگاہی ہو جائے۔

واضح ہو کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج ہجرت سے پہلے واقع ہوئی اور ہجرت کے بعد کا احتمال ہے اور قبل ہجرت کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ سترہویں یا اکیسویں ماہِ رمضان المبارک شب شنبہ ہجرت سے چھ مہینے پہلے واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ بعثت کے دو سال بعد ماہِ ربیع الاول میں واقع ہوئی پھر ہجرت کے دو سال بعد بعضوں کا قول ہے کہ ماہِ رجب کی ستائیسویں کو واقع ہوئی۔

معراج کے مکان کے بارے اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جناب امیرؑ کی ہمیشرہ ام ہانی کے مکان سے ہوئی اور بعض شب ابیطالب سے کہتے ہیں اور بعض مسجد الحرام سے بیان کرتے ہیں۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج صرف ایک مرتبہ ہوئی یا کئی مرتبہ احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی بار ہوئی اور معراج کے بارے میں حدیثوں میں اختلاف ہے ممکن ہے اسی سبب سے ہو کہ احادیث معتبرہ میں کوئی ایک حدیث کسی ایک معراج کی خصوصیات میں واقع ہوئی ہوگی۔

معراج کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی

الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

پاک ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ کوایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جس کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی عظمت وجلال کی نشانیاں دکھائیں بے شک وہ ہر چیز کو سنتا اور جانتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مسجد حرام سے مکہ معظمہ مراد ہے کیونکہ وہ محل نماز اور محترم ہے اور مشہور یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جو شام میں مشہور ومعروف ہے لیکن بہت سی معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیت المعمور مراد ہے جو چوتھے آسمان پر ہے اور بہت بلند ہے چنانچہ علیؒ بن ابراہیم نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے ایک شخص سے پوچھا کہ لوگ اس آیت کی تفسیر کیا بیان کرتے ہیں اس نے کہا کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اس مسجد زمین سے بیت المعمور آسمان کی جانب حضرتؐ تشریف لے گئے جو کعبہ کے بالکل مقابل ہے اور کعبہ سے اس جگہ تک تمام فاصلہ وفضا محترم ہے اور عیاشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ان حضرتؑ سے مساجد معظمہ ومشرفہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ جو خدا نے فرمایا ہے وہ آسمان پر ہے اور شام میں جو مسجد ہے اس سے بہتر مسجد کوفہ ہے۔[1]

---

[1]۔ مؤلف فرماتے ہیں مسجد اقصیٰ سے جس کا ذکر قرآن میں ہے بیت المعمور مراد ہونے میں منافات نہیں ہے ممکن ہے آنحضرتؐ بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہوں چنانچہ بہت سی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض معراج میں وہاں نہ گئے ہوں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱

ستارہ کی قسم جس وقت کہ وہ طلوع یا غروب ہوتا ہے یا جس وقت نیچے آتا ہے۔

حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ نجم سے مراد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی اختر درج رسالت کی قسم جس وقت کہ وہ معراج میں گئے یا معراج سے نیچے واپس آئے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲

تمہارے مولا گمراہ نہیں ہوئے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ انہوں نے خطا کی

بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ محمد خلافت علیؑ کے بارے میں گمراہ نہیں ہوئے ہیں اور نہ جھوٹ کہتے ہیں جو کچھ ان کی فضیلت میں بیان کرتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴

وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتے۔

جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵

ان کو اس فرشتہ نے بتایا ہے جو نہایت قوی ہے یعنی جبریل۔

ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۝۶

وہ صاحبِ قوت و صاحب عقل و متانت ہے۔ وہ دورات اپنی اصلی صورت میں کھڑا ہوا جیسا کہ خدا نے۔ نہایت عظمت و جلالت کے ساتھ۔

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾

اور وہ آسمان کے سب سے بلند۔۔تھا۔ جبکہ پیغمبرؐ نے اس کی صورت میں اس کو دیکھا۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾

پھر وہ قریب ہوا اور آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ دو کمان یا اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

بعض کا قول ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب مقدس احدیت کے معنوی تقرب کے مرتبہ پر ظاہری قرب کے ساتھ عرش اور اس مقام تک پہنچے جس سے بلند مقام عالم امکان میں نہیں ہوسکتا۔ اس وقت خداوند کریم و رحیم نے اپنی رحمت و رافت ایک دوسرے سے بظاہر قریب ہوتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ اس مقام تک پہنچے جہاں سے وحی الٰہی صادر ہوتی ہے اور وہاں آنحضرتؐ کے کان کمان کی لکڑی سے اس کی رہ کی فاصلہ کے برابر تھے۔

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ﴿۱۰﴾

پھر خدا نے اپنے بندہ کی طرف جس راز کی بات چاہی وحی کر دی

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی رفعت اور آپؐ کی رفعت، شان و عظمت کے بارے میں وحی کی جو کچھ بھی کی۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾

پیغمبرؐ کے دل نے جو کچھ انوار جلال سبحانی کو دیکھا، جھوٹ نہ جانا بلکہ نور یقین کے ساتھ قبول کیا۔

أَفَتُمٰرُونَهُ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾

اے لوگو کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ شب معراج دیکھا تم اس میں شک کرتے ہو۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾

پھر پیغمبرؐ نے دوبارہ جبریلؑ کو بصورت اصل سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک دیکھا وہ درخت آسمان ہفتم کے اوپر ہے جہاں فرشتوں کی پرواز اور مخلوقات کے اعمال کی انتہا ہوتی ہے۔

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى ﴿١٥﴾

اور سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک وہ بہشت ہے جو متقین کی آرامگاہ ہے۔

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾

جس وقت کہ سدرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا جو ڈھانپے ہوئے تھا یعنی فرشتگان روحانیین اور عظمت وجلال خداوند عالمین سے سدرہ ڈھکا ہوا تھا۔

منقول ہے کہ سدرہ کے ہر پتے پر ایک ملک کھڑا تھا اور خدا کی تسبیح کر رہا تھا۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾

یعنی آنحضرتؐ کی آنکھیں دائیں اور بائیں نہیں دیکھتی تھیں بلکہ جو دیکھنا چاہیے تھا اسی کی طرف آنحضرتؐ کی نگاہ بیں تھیں یعنی آنحضرت نہایت ادب سے پیش پروردگار عالم کھڑے تھے اور سوائے خالق کائنات کے کسی طرف متوجہ نہ تھے یعنی جو

آواز آتی تھی وہ نہایت توجہ کے ساتھ سنتے تھے اور جو دکھایا جاتا تھا وہی دیکھتے تھے کوئی شک وشبہ نہ کرتے تھے کسی بات کو غلط نہ سمجھے اور جو کچھ دیکھا درست دیکھا۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ﴿۹﴾ فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى ﴿۱۱﴾ أَفَتُمَارُونَهُ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى ﴿۱۵﴾ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ (سورہ نجم آیت ۱ تا ۱۸)

خداوند عالم نے ان لوگوں کو غلطی سے محفوظ رہنے کے لئے بیان فرمایا ہے جو از خود سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرتؐ نے اپنے پروردگار کی بزرگ نشانیوں کو دیکھا تا کہ کسی کو گمان نہ ہو کہ خدا کو دیکھا اور لوگ سمجھ لیں کہ خدا دیکھے جانے کے قابل نہیں ہے اور اس کو ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا آنحضرتؐ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس رات خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ ان تمام میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور وہ اپنے پروں سے تمام آسمان کی سیر کرتے تھے۔

مؤلف کے مختصر حالات

اسمِ گرامی :۔

آخوند مُلاّ محمد باقر ابنِ مُلاّ محمد تقی ابنِ مقصود علی مجلسیؒ۔

مجلسی کی وجہ تسمیہ :۔

مجلسی اصفہان کی جانب منسوب ایک قریہ ہے جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ بعضوں نے کہاں ہے کہ مجلسی کی وجہ تسمیہ اس سبب سے ہے کہ آخوند محمد مُلاّ محمد تقی کا قنداقہ (وہ کپڑا جس میں نومولود بچہ کو لپیٹتے ہیں) مجلس امام عصرؑ میں حاضر کیا گیا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کے دادا مقصود علی ایک بلند مرتبہ شاعر تھے اور اپنا تخلص مجلسی کرتے تھے اس سبب سے مجلسی مشہور ہو گئے۔

آپ معقول و منقول و ریاضی وغیرہ میں صاحبِ فن تھے اور اکابر علما و محدثین اور ثقاتِ فقہا و مجتہدین میں بلند پایہ بزرگ تھے۔

ولادت :۔

آپ ۱۰۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت بحساب ابجد 'جامع کتاب بحار الانوار' سے نکلتی ہے۔

آپ نے احادیث اہلبیت رسالت کو جمع فرما کر رواج دیا اور حدیثوں کو عربی زبان سے سلیس فارسی میں ترجمہ کر کے افادۂ مومنین کے لیے مشتہر فرمایا۔ آپ کو مدارج اجتہاد اور مراتب احتیاط و علوم و تقویٰ میں اپنے تمام معاصرینِ عجم بلکہ عرب پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ جیسا کہ علما کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان سے قبل یا ان کے زمانہ میں یا اُن کے بعد دین کی ترویج اور سنتِ حضرت سید الانبیاءؐ کی احیا

میں ان کا عدیل ونظیر نہیں پایا گیا۔

آپ کی تالیفات وتصنیفات :۔

آپ کی تصانیف و تالیف سے ۶۰ کتابیں مشہور ہیں جبکہ بحار الانوار کی ۲۵ جلدیں ایک اور حیات القلوب کی تین جلدی ایک شمار کی جاتی ہیں۔

یومِ ولادت سے وقتِ وفات تک آپ کی تالیف وتصنیف میں ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے اگر ایام طفولیت وحصولِ تعلیم وتربیت، درس و تدریس اور عبادت وغیرہ کا زمانہ نکال دیا جائے تو دو ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے جو کسی طرح معجزہ سے کم نہیں ہے۔

علامہ حلیؒ کے بعد ایسے کثیر التالیف والتصنیف کوئی بزرگ نہیں گزرے۔

ایک مرتبہ آپ کے سامنے اس کا ذکر ہوا کہ علامہ حلی کی تصنیفات میں ان کی ولادت سے تاروزِ وفات ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری تالیفات بھی اُن سے کم نہیں ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا صحیح ہے لیکن علامہ حلی کی تمام تالیفات خود اُن کی تصنیفات ہے جو ان کے غور وفکر اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ مگر آپ کی تالیفات تمام تالیف ہے اور تصنیف بہت کم ہے۔ آپ نے حدیثیں جمع کر دی ہیں اُن کا ترجمہ کیا ہے اور اُن کی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ دُرست ہے۔

(قصص العلماء ۲۰۶ مطبوعہ تہران)

فہرست

معراج کب واقع ہوئی؟

صاحب منتقیٰ کا بیان ہے کہ واقدی کا کہنا ہے کہ ہجرت سے آٹھ مہینے پہلے نبوت کے دوسرے سال معراج کا واقعہ ہوا، بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک سال پہلے سترہ ربیع الاول کوئی معراج ہوئی، بعض کا کہنا ہے کہ سترہ رجب کو ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک سال دو مہینے پہلے 53 عام الفیل کو ہوئی۔

سید ابن طاوسؒ کا بیان ہے کہ آپؐ کو معراج سترہ ربیع الاول کو ہوئی۔ [1]

مولا علیؑ کی زیارت کرنا

حسن بن سلیمان نے اپنی کتاب المختصر میں محمد بن عباس بن مروان کی کتاب سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں اس نے احمد بن ہوزہ ابراہیم بن اسحاق عبداللہ بن حماد ابن بکیر اور حمران سے روایت نقل کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝۹

امامؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمدؐ کو قریب کیا یہاں تک کہ دوریاں ختم ہوگئیں پھر آپؐ نے ایک فرش دیکھا جو سونے سے بنا ہوا تھا وہاں ایک صورت دیکھی۔

---

[1] (اقبال صفحہ۔601)

ارشاد ہوا: یا محمدؐ! کیا آپ اس صورت کو پہچانتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! یہ صورت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ہے۔

(آپؐ فرماتے ہیں) پس پھر اللہ نے میری طرف وحی فرمائی کہ میں علیؑ کا نکاح فاطمہؑ سے قرار دیا اور علیؑ کو اپنا ولی قرار دو۔ [۳]

رسول خداؐ کا آسمان کی طرف جانا

ابن بابویہ کی کتاب المعراج میں بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ معراج کے لئے تشریف لے گئے تو حضرتؐ کو یاقوت سرخ کے ایک تخت پر بیٹھایا گیا جو سبز زبرجد سے مرصع کیا گیا تھا اور فرشتے اس تخت کو آسمان پر لے گئے وہاں پر حضرت جبرئیلؑ نے کہا: یارسول اللہؐ! اذان کہیے۔

آپؐ نے فرمایا:

اللہ اکبر

اس کے بعد ملائکہ نے بھی کہا:

اللہ اکبر

پھر آپ نے فرمایا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں

فرشتوں نے بھی کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ

---

[۳] (کتاب المحتضر صفحہ-125)

ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

اشھد ان محمد ارسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

فرشتوں نے بھی کہا:

اشھد ان محمد ارسول اللہ

ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر فرشتوں نے پوچھا: آپؐ کے وصی علیؑ کہاں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ان کو میں اپنی جگہ امت میں چھوڑ آیا ہوں۔

فرشتوں نے کہا: آپ بہت اچھے خلیفہ کو چھوڑ آئے ہیں خدا نے ان کی اطاعت ہم پر واجب قرار دی ہے۔

پھر حضرتؐ کو دوسرے آسمان پر لے گئے اور وہاں کے فرشتوں نے بھی یہی سوال کیا اسی طرح یکے بعد دیگرے ہر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر حضرتؐ کو لے گئے وہاں حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔

حضرت عیسیٰؑ نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔

حضرتؐ نے فرمایا: میں ان کو زمین پر اپنی امت میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔

جناب عیسیٰؑ نے کہا: آپؐ نے اپنا بہترین خلیفہ قرار دیا ہے اور خدا نے ان کی اطاعت واجب کی ہے۔

پھر جناب موسیٰؑ اور تمام پیغمبروں سے ملاقات کی اور سب نے جناب علیؑ کے بارے میں وہی بات کی جو حضرت عیسیٰؑ نے کی تھی۔

حضرتؐ نے فرشتوں سے پوچھا: میرے پدر بزرگوار جناب ابراہیمؑ کہاں ہیں؟

فرشتوں نے کہا: وہ شیعیان علیؑ کے بچوں ساتھ ہیں جب آنحضرت بہشت میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس درخت کے پھل لٹک رہے ہیں بچے ان پھلوں کو ماں کے دودھ کی مانند اپنے منہ میں لئے ہوئے ہیں جب کسی بچے کے منہ سے وہ پھل نکل جاتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ پھر اس کے منہ میں دے دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب آپؐ کو دیکھا تو فوراً سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔

حضرتؐ نے فرمایا: ان کو میں اپنی امت میں چھوڑ آیا ہوں انہوں نے کہا: آپؐ نے بہتر جانشین اختیار فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرشتوں پر بھی واجب ولازم قرار دی ہے یہ بچے ان کے شیعوں کے ہیں میں نے خدا سے خواہش کی تھی کہ مجھے ان کی تربیت پر مامور فرما تو اللہ نے میری خواہش کو قبول فرمایا: ان میں سے ایک ان درختوں کے پھلوں کے عرق کا ایک گھونٹ پیتا ہے۔ اس گھونٹ میں بہشت کے تمام میووں اور پھلوں کی لذت ہوئی ہے۔ (کتاب المعراج ابن بابویہ)

اسی طرح کتاب مذکور میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان ہفتم پر لے گئے۔ ہر آسمان کے دروازے پر میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ بن ابی طالب امیر المومنین لکھا ہوا دیکھا۔ جب میں نور کے حجابوں تک پہنچا ہر حجاب پر بھی یہی کلمہ لکھا ہوا پایا۔ عرش تک پہنچا تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا تھا۔ (کتاب المعراج ابن بابویہ)

صورت علیؑ پانچویں آسمان پر

پھر اسی کتاب میں اعمش سے روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جب میں شب معراج آسمان پنجم پر پہنچا علیؑ بن ابی طالب کی صورت مشاہدہ کی۔ میں نے پوچھا: اے میرے حبیب جبریلؑ! یہ کیسی صورت ہے؟

کہا: یارسول اللہ! فرشتوں نے خواہش کی کہ علیؑ کے جمال سے بہرہ مند ہوں اور کہا پالنے والے دنیا والے ہر صبح وشام جمال علیؑ بن ابی طالب سے مشرف ہوتے ہیں جو تیرے دوست اور تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں اور ان کے خلیفہ وجانشین اور وصی ہیں لہٰذا ہم کو بھی ان کی زیارت سے مشرف فرما: تو خداوند عالم نے جناب علیؑ کی تصویر اپنے نور اقدس سے خلق فرمائی جس کی فرشتے شب وروز زیارت کرتے ہیں۔

پھر حضرت صادق علیہ اسلام نے فرمایا: جب ابن ملجم ملعون نے ان حضرتؑ کے سر مبارک پر ضربت لگائی، وہ تصویر بھی زخمی ہوگئی اور فرشتے جس وقت

اس صورت کو دیکھتے ہیں ابن ملجم ملعون پر لعنت کرتے ہیں اور جب امام حسین علیہ سلام شہید ہوئے فرشتے زمین پر آئے اور ان حضرتؑ کو آسمان پر لے گئے اور جناب امیرؑ کی تصویر کے برابر آسمان پنجم پر رکھ دیا۔ فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نیچے آتی ہیں اور زیارت امیر المومنینؑ کے لیے اوپر جاتی ہیں اور شہیدوں کے اس سردار کو خون آلودہ مشاہدہ کرتی ہیں تو یزید ابن زیاد اور تمام قاتلان مظلوم کربلا پر لعنت کرتی ہیں اور قیامت تک ان کا یہ عمل جاری رہے گا۔

اعمش کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ حدیث پوشیدہ علوم میں سے ہے اس کو کسی سے بیان مت کرنا سوائے اس کے جس کو اس کا اہل سمجھو۔

یارب میرے لیے کیا ہے؟

مذکورہ کتاب میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب معراج میں گیا تو اپنے پروردگار کے کلام سے زیادہ شیریں اور زیادہ خوشگوار کوئی کلام میں نے نہیں سنا۔ میں نے عرض کی: پالنے والے! تو نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور ان سے گفتگو کی ادریسؑ کو مقام بلند پر اٹھایا، داؤد کو زبور عطا فرمائی، سلیمانؑ کو ایسی سلطنت عطا فرمائی جو دوسروں کے لیے سزاوار نہیں مجھ کو کیا عطا فرمایا ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تم کو اپنا حبیبؐ قرار دیا جس طرح ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور تم سے کلام کیا جس طرح موسیٰؑ سے کلام کیا تھا اور فاتحۃ الکتاب اور سورۃ بقرہ تم کو عطا کی کہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں کی تھی اور تم کو زمین کے ہر کالے گورے پر اور تمام انس و جن پر مبعوث کیا اور زمین کو تمہارے اور تمہاری امت کے واسطے نماز کی جگہ اور

پاک قرار دیا اور غنیمت کو تمہارے اور تمہاری امت کے لیے حلال کیا اور ایسے رعب سے تمہاری مدد کی جو تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے کہ دو مہینے کی راہ کے فاصلے سے کانپتے رہتے ہیں اور سب سے بہتر کتاب تم کو عطا کی جو تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور مجموعہ اولین و آخرین ہے اور تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ بلند کیا کہ جس جگہ میرا نام لیا جاتا ہے تمہارا نام بھی مذکور ہوتا ہے۔

کلینی رحمتہ اللہ علیہ نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب سرورِ کائنات کو جبریلؑ معراج میں اس مقام تک لے گئے جہاں خود ٹھہر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اوپر جائیے۔

حضرتؐ نے فرمایا: مجھ کو تنہا ایسے مقام پر چھوڑتے ہو۔

جبریلؑ نے کہا: آپ تشریف آگے لے جائیے آپ ایسے مقام پر پہنچے ہیں کہ کوئی انسان آپؐ سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچا اور نہ آپؐ کے بعد کوئی پہنچے گا۔ [1]

---

[1])اصول کافی جلد ۱ باب مولد النبی حدیث ۱۲ (264

تیرا رب صلوٰۃ پڑھ رہا ہے

قاسم بن محمد جوہری نے علیؑ بن ابوحمزہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت اقدس میں موجود تھا کہ ابوبصیرؒ نے امامؑ سے سوال کیا: میں آپ پر قربان جاؤں! کہ رسولؐ اللہ کو کتنی مرتبہ معراج ہوئی؟

فرمایا: دو مرتبہ جبرئیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بلند مقام پر لے جا کر کھڑا کیا اور کہا کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اور کوئی پیغمبرؑ نہ پہنچ سکا اور بیشک آپ کا پروردگار آپؐ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور فرماتا ہے۔

سبوح قدوس انا رب الملئکة والروح سبقت رحمتی علی غضبی

میں نہایت مقدس اور نہایت منزہ ہوں۔ میں فرشتوں کا اور روحوں کا پروردگار ہوں میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے:

تو حضرتؐ نے فرمایا:

اللھم عفوك عفوك

خداوند میں تیری بخشش آمرزش اور عفو طلب کرتا ہوں۔

پھر حضرتؐ مقام قاب قوسین تک گئے اور ایک حجاب نور کے قریب پہنچے جو چمک رہا تھا اور وہ سبز زبرجد کا تھا اور عظمت وجلال معبود کے انوار سے ایک سوئی کے سوراخ کے برابر نور جلوہ گر ہوا اور ندا آئی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضرتؐ نے عرض کی: لبیک اے میرے پروردگار ارشاد ہوا کس کو اپنی امت پر اپنا نائب اپنے بعد کے لیے اختیار کیا؟

حضرتؑ نے عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ امیر المومنین، مسلمانوں کے سردار، نورانی چہرہ والوں کے پیشوا کو مقرر کرو۔

پھر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو بصیر سے فرمایا اے ابو محمد! خدا کی قسم! کہ علیؑ بن ابی طالبؑ علیہ السلام کی امامت کا حکم آسمانی ہے، خود خداوند کائنات نے بغیر کسی ملک کے واسطہ سے اپنے پیغمبرؐ سے فرمایا: [1]

اذان جبرئیلؑ اور نماز پیغمبرؐ

امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ آسمانوں کی طرف گئے اور بیت المعمور پر پہنچے تو نماز کا وقت آن پہنچا حضرت جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی اس کے بعد رسول خداؐ آگے کھڑے ہوئے اور ملائکہ وتمام انبیاء نے آپؐ کے پیچھے صف بندی کی۔ [2]

اللہ کا ولی

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج کی سعادت عطا فرمائی تو پردے کے پیچھے سے مجھ پر وحی نازل کی جو بھی وحی تھی یہاں تک ارشاد فرمایا: اے محمدؐ! جس نے مجھے میرے ولی کی وجہ سے غضبناک کیا اس نے مجھ سے جنگ کی جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں

---

[1] موئف فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ دو مرتبہ مکہ میں معراج ہوئی ہو اور باقی ایک سو بیس مرتبہ مدینہ میں واقع ہوتی ہو یا عرش پر معراج دو مرتبہ ہوئی باقی صرف آسمانوں تک ہوئی ہو یا دو مرتبہ جسمانی ہوئی ہو باقی روحانی، واللہ اعلم۔ الخ (اصول کافی جلد 1، باب، مولد النبی۔ ج۔13۔ صفحہ۔405)

[2] (اصول کافی جلد ۳ باب 184 حدیث ۱ 154)

بھی اس سے جنگ کرتا ہوں۔

(رسول خداؐ فرماتے ہیں) میں نے کہا: اے پالنے والے تیرا ولی کون ہے تاکہ مجھے بھی علم ہو اور میں بھی اس سے جنگ کروں۔ جو اسکے ساتھ جنگ کرے۔ خدا نے ارشاد فرمایا: وہ وہ ہے کہ جو تیرے اور تیرے وصی کے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا کرے اور تم دونوں کی ذریت کی ولایت کا قرار دے۔ [۳]

مسجد کوفان

حضرت صادق آل محمدؑ سے مروی ہے کہ جب آپؐ کو معراج کرآئی گئی تو ایک مقام پر جبرئیلؑ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ اس وقت کہاں پر ہیں؟ اس وقت آپ مسجد کوفان کے مقابل ہیں، آپؐ نے فرمایا، میں اپنے رب سے اجازت لیتا ہوں کہ اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کروں،

پس رسول خداؐ نے اجازت مانگی اور اللہ نے اجازت دے دی۔ [۴]

نافع کا سوال اور امامؑ کا جواب

ابو ربیع سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس سال حضرت امام محمد باقرؑ کے ساتھ حج کیا جس سال ہشام بن عبد الملک نے حج کیا اس کے ساتھ عمر بن خطاب کا غلام نافع بھی تھا۔ رکن البیت پر نافع کی نظر امامؑ محمد باقرؑ پر پڑی، کافی سارے لوگ جمع تھے۔

---

[۳] (اصول کافی جلد باب من اذی المسلمین حدیث 10 513)

[۴] (تہذیب الاحکام جلد 3 باب 25 حدیث 8 574)

نافع نے کہا: یا امیر المومنینؑ یہ کون میں جن کے گرد لوگ جمع ہیں؟

ہشام نے کہا: یہ اہل کوفہ کے نبی ہیں ان کا نام محمدؑ بن علیؑ ہے۔

نافع نے کہا: آپ ذرا غور فرمائیں میں ان کے پاس جا کر ایسے سوال کرتا ہوں جن کا جواب سوائے نبیؐ کے یا وصی اور یا نبیؐ کے بیٹے کے کوئی نہیں دے سکتا۔

ہشام نے کہا: جاؤ پھر ان کے پاس اور سوال کرو ہو سکتا ہے کہ تو کامیاب ہو جائے۔

پس نافع آیا اور لوگوں کے ہجوم کو چیرتا ہوا امامؑ کے سامنے پہنچا اور کہا: یا محمدؑ ابن علیؑ! میں نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن کو پڑھا ہے اور میں ان کے حلال وحرام سے بھی واقف ہوں، میں آپؑ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ سے چند ایسے سوال کروں جن کا جواب سوائے نبیؐ یا وصی اور یا نبیؐ کی اولاد کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔

امامؑ نے اپنا سر بلند کیا اور فرمایا: پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔

اس نے کہا: آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے درمیان کتنے سال کا فاصلہ ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اپنے مطابق بتاؤں یا تیرے مطابق؟

اس نے کہا: آپؑ نے دونوں طرح سے بتا دیں۔

امامؑ نے فرمایا: میرے نزدیک پانچ سو سال ہیں اور تیرے نزدیک چھ سو سال۔

اس نے کہا مجھے خدا کے اس قول کی تفسیر سے آگاہ فرمائیے۔

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ [1]

ان لوگوں سے سوال کرواے رسول! جن کو تم سے پہلے ہم نے پیغمبرؑ بنا کر بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے خدائے رحمٰن کے کوئی اور خدا ان کی پرستش کے لیے قرار دیا تھا۔"

نافع نے کہا کہ جبکہ آپ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغمبروںؑ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا تو خدا نے کیسے حکم دیا کہ وہ پیغمبروں سے سوال کریں؟

حضرتؑ نے فرمایا: کہ جب خداوند عالم نے اپنے پیغمبرؐ کو معراج میں بلایا، جو نشانیاں ان کو دکھائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ بیت المقدس میں تمام پیغمبروںؑ کی روحیں جمع کیں اور جبرئیلؑ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان واقامت کہی اور اذان میں حی علےٰ خیر العمل کہا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گر پڑے۔ پھر تمام پیغمبروںؑ نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو خدا کے حکم سے ان سے پوچھا کہ کس بات کی گواہی دیتے ہیں اور آپ لوگ کس کی پرستش کرتے ہیں۔ پیغمبروںؑ نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ سوائے یکتا خدا کے کوئی خدا نہیں اور اس کا خلقت اور معبودیت میں کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اسی اعتقاد پر ہم سے عہد و پیان لیا گیا ہے۔

نافع نے کہا اے ابو جعفر آپؑ نے سچ فرمایا: [2]

---

[1] (سورۃ الزخرف پ ۲۵ آیت ۴۵)

[2] (روضۃ کافی حدیث 93 729)

رسولؐ خدا نے معراج کا حال بتایا

بسند حسن جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ شب معراج جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے براق لائے۔ حضرتؐ سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے بھائی اور پیغمبروںؑ سے ملاقات کی۔ جب واپس آئے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات معراج میں گیا تھا اور بیت المقدس میں وارد ہوا میرے اس بیان کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ میں نے اس راستے میں ابوسفیان کے قافلہ کو دیکھا جو شام سے واپس آ رہا تھا اور فلاں مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ ان کا ایک سرخ اونٹ گم ہو گیا تھا اسی کی تلاش میں وہ سرگرداں تھے وہ قافلہ طلوع آفتاب کے قریب یہاں پہنچے گا۔ وہ گم شدہ سرخ اونٹ اس قافلہ میں سب کے آگے ہوگا۔ یہ سن کر قریش کے بعض کافروں نے مذاق کے طور سے کہا کہ عجیب تیز رفتار سوار ہے یہ کہ ایک رات میں ملک شام کو گیا اور واپس بھی آ گیا۔ تمہارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں جو شام جا چکے ہیں۔ اگر یہ شخص سچ کہتا ہے تو بتایئے کہ بیت المقدس کیسا ہے۔ اس کی قندیلیں اور ستونوں اور شام کے بازار کی کیفیت وغیرہ اس سے دریافت کروں تا کہ اس کا جھوٹ تم پر ظاہر ہو جائے۔ غرض لوگوں نے پوچھا تو جبرائیلؑ نے شام کی صورت حضرتؐ کے سامنے کر دی۔ جو کچھ وہ لوگ پوچھتے تھے حضرت اس کی جانب نگاہ فرماتے اور ان کا جواب دے دیتے یہاں تک کہ سب کچھ بتایا مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے سوائے چند اشخاص کے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا تُغْنِي الْآيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ [1]

آیات و معجزات اور ڈرانے سے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو ایمان نہیں لائے۔ [2]

براق کی صورت

کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے براق لائے جو خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اس کے کان ہر وقت ہلتے رہتے تھے اور اپنی نگاہ کی حد تک ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب پہاڑ پر چلتا تو اس کے دونوں ہاتھ چھوٹے اور پیر بڑے ہوجاتے تھے۔ جب بلندی سے پستی کی جانب آتا اس کے ہاتھ بڑے اور پیر چھوٹے ہوجاتے اس کے بال بڑے اور زیادہ تھے جو داہنی جانب لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے دو پر سر کے پیچھے تھے۔ [3]

اہل قم کی فضیلت

کتاب اختصاص میں امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: شب معراج جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا وہاں ایک قبہ دیکھا جس سے بہتر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس کے چار کھمبے اور چار

---

[1] (پ ۱۱ آیت ۱۰۱ سورۃ یونس)

[2] روضہ کافی حدیث 555 صفحہ 843

[3] روضہ کافی حدیث 567 -- 848

دروازے تھے۔ جو سبز استبرق کے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیلؑ یہ قبہ کیسا ہے؟ جبرائیلؑ نے کہا کہ ایک شہر کی تصویر ہے جس کو قم کہتے ہیں۔ خدا کے مومن بندے وہاں جمع ہوں گے اور جناب رسول خداؐ کی شفاعت کے لیے قیامت کا انتظار کریں گے اور ان کو غم واندوہ وغیرہ پہنچیں گے۔

راوی نے امامؑ سے پوچھا کہ ان کو تکلیفوں سے نجات کب ہوگی؟

فرمایا جبکہ پانی زمین سے ان کے لیے ظاہر ہوگا۔ [1]

وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار چیزوں یعنی معراج۔ قبر میں سوال منکر ونکیر بہشت ودوزخ کے وجود اور شفاعت سے انکار کرے وہ ہمارے شیعوں میں نہیں ہے۔ [2]

منکر معراج منکر رسولؐ

امام رضاؑ سے مروی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا: جس نے معراج کا انکار کیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے رسولؐ خدا کا انکار کیا صفات الشیعہ شیخ صدوق صفحہ 244

حقیقی مومن

فضل بن شاذان نے امام رضاؑ سے روایت نقل کی ہے امامؑ ارشاد فرماتے ہیں: جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا معراج پر ایمان لایا قبر میں سوال

---

[1] اختصاص مفید صفحہ-101

[2] صفات الشیعہ شیخ صدوق صفحہ-244

وجواب پر حوض کوثر شفاعت، جنت ودوزخ کے مخلوق ہونے پر صراط میزان بعث و نشور اور جزوحساب پر ایمان لایا وہ حقیقی مومن ہے اور وہ ہم اہل بیتؑ کے شیعوں میں سے ہے۔[1]

مسجد کوفہ

کلینی، طبری اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شب معراج آنحضرتؐ مسجد کوفہ کے مقابل پہنچے جبرائیلؑ نے کہا یہ آپ کے پدر جناب آدمؑ کی مسجد ہے اور پیغمبروںؑ کا مصلہ۔ تو آنحضرتؐ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔[2]

ہر آسمان پر مولا علیؑ کا قصر

جناب سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

جب شب معراج مجھ کو آسمان پر لے جایا گیا آسمان اول پر میں نے ایک قصر چاندی کا دیکھا جس میں دو فرشتے کھڑے تھے۔ جبرئیلؑ سے میں نے کہا ان سے پوچھو کہ یہ کس کا قصر ہے؟ ان فرشتوں نے کہا کہ یہ فرزندان ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر دوسرے آسمان پر گیا تو وہاں سونے کا ایک قصر دیکھا جو پہلے قصر سے زیادہ بہتر تھا اس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے کہا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کس کا قصر ہے انہوں نے بھی کہا فرزندان ہاشم میں

---

[1] صفات الشیعہ صفحہ۔244

[2] روضہ کافی حدیث 421 صفحہ۔804

سے ایک جوان کا ہے۔ پھر آسمان سوم پر یاقوت سرخ کا ایک قصر دیکھا اس کے دروزے پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ جبرئیلؑ سے میں نے کہا کہ پوچھو کہ یہ کس کا ہے وہاں سے بھی معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ اسی طرح آسمان چہارم پر سفید موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دو فرشتے کھڑے تھے میں نے پوچھا کہ یہ قصر کس کا ہے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ آسمان پنجم پر اسی طرح زرد موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دو فرشتے کھڑے تھے معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ چھٹے آسمان پر اسی طرح سبز مروارید کا ایک قصر دیکھا اس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ ساتویں آسمان پر پہنچا تو ایک قصر عرش الٰہی کے نور کا دیکھا اس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے کہا تو انہوں نے پوچھا معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر وہاں سے اور اوپر گیا اور نور ظلمت کو طے کرتا ہوا سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا وہاں جبرائیلؑ مجھ سے الگ ہو گئے میں نے کہا: اے جبرئیلؑ ایسے مقام پر مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔

جبرئیلؑ نے کہا: اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ مقام جو آپ نے طے فرمایا کسی پیغمبرؑ و مرسل اور کسی مقرب بارگاہ الٰہی نے طے نہیں کیا اور کوئی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ مجھ میں تاب و طاقت نہیں کہ اس سے اوپر جاؤں۔ آپ کو خدائے کریم و رحیم کے سپرد کرتا ہوں۔ غرض وہاں سے میں آگے بڑھا اور نور کے دریا اور عظمت و جلال الٰہی کی موجیں نور سے ظلمت اور ظلمت سے نور میں مجھے غوطہ دیتی رہیں یہاں تک کہ خداوند رحمٰن اپنے ملکوت میں مجھ کو لایا

اس مقام پر جہاں چاہتا تھا۔ پھر مجھے ندا آئی کہ اے احمد میری بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں نے ندائے خالق سنی تو کانپ گیا اور بے خود ہو گیا۔ پھر دوبارہ ملکوت اعلیٰ سے آواز آئی کہ خداوند عزیز تم کو سلام کہتا ہے۔

میں نے کہا وہی سلام ہے اور اسی سے سلامتی ہے اور سلامتی اسی کی جانب پلٹتی ہے۔ پھر دوسری آواز آئی اے احمدؐ میں نے کہا: لبیک وسعدیک۔ اے میرے مولا اور میرے مالک حاضر ہوں۔

ارشاد ہوا۔

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ۔

یعنی محمد ان کے پروردگار کی طرف سے جو کچھ ان پر نازل کیا گیا ہے ایمان لائے۔

یہ سن کر میں نے خدا کے الہام سے کہا۔ والمومنون کل امن باللہ وملئکۃ و کتبہ ورسلہ غفرانک ربنا والیک المصیر۔ اور سب کے سب مومنین بھی خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اے ہمارے پروردگار (ہم سب کو) بخش دے اور ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہے۔

پھر خداوند عالم نے فرمایا:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط ....

خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جس نے جیسا (

اچھا کام) کیا تو اپنے نفع کے لیے اور (برا کام) کیا تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔

تو میں نے کہا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا اور ہم کو کافروں کی قوم پر فتح ونصرت عطا فرما۔ تو خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے طلب کیا تم کو اور تمہاری امت کو عطا کیا۔ جب میں خدا کی بارگاہ میں مناجات سے فارغ ہوا خدا کی جانب سے آواز آئی کہ کس کو زمین پر اپنا نائب بنایا ہے میں نے عرض کی اپنے چچا زاد بھائی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پھر سات مرتبہ ملکوت اعلےٰ سے آواز آئی کہ اے احمدؐ علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ خوشگوار سلوک کرنا اور ان کی حرمت کی حفاظت کرنا۔ پھر آواز آئی کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے دیکھا تو عرش کے داہنے پایہ پر لکھا تھا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ میرا کوئی شریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسولؐ ہیں۔ میں نے ان کی مدد علیؑ سے کی۔ اے احمدؐ میں نے تمہارا نام اپنے نام مشتق کیا ہے۔ میں خداوندِ محمود اور حمید ہوں اور تم محمدؐ ہو اور تمہارے پسرعم کا نام بھی اپنے ہی نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوندِ علیؑ اور دوست علیؑ ہوں۔ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے ہدایت

یافتہ واپس جاؤ تمہارا آنا اور جانا مبارک۔ کیا کہنا ہے تمہارا اور اس کا جو تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے۔ پھر میں دریائے نور میں گر پڑا۔ اس کی موجیں مجھے وہاں سے نیچے لائیں۔

جب میں جبرئیلؑ کے پاس سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک واپس پہنچا جبرئیلؑ نے کہا اے میرے خلیلؐ مبارک ہو آپ کا آنا اور جانا۔ کیا آپؐ نے کہا اور کیا سنا۔ جو کچھ کہنے کے قابل باتیں تھیں میں نے بیان کیں اور چھپانے کی باتیں چھپا رکھیں۔ جبرئیلؑ نے پوچھا آخری آواز جو آپ کو دی گئی وہ کیا تھی؟ میں نے کہا آواز آئی کہ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت پائے ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا آپ نے پوچھا کہ کیوں آپ کو ابوالقاسم کہا؟ فرمایا نہیں اے روح اللہ۔ ناگاہ ملکوت اعلیٰ

اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو رسالت کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ کرامت جو آپ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اس سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ پھر میں جبرئیلؑ کے ساتھ ساتویں آسمان پر اس قصر کے پاس آیا۔ جبرئیلؑ نے کہا ان دونوں فرشتوں سے پوچھیے کہ وہ جوان ہاشمی کون ہے جس کا یہ قصر ہے حضرتؐ نے دریافت کیا تو فرشتوں نے کہا علیؑ بن ابی طالب آپؐ کے چچازاد بھائی کا ہے۔ اسی طرح ہر قصر کے بارے میں جبرئیلؑ نے دریافت کرنے کو کہا اور فرشتوں نے یہی جواب دیا۔ [1]

---

[1] کتاب المختصر کتاب معراج ابن بابویہ۔

بیٹی سے پیار

ابان بن تغلب امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ امامؑ نے ارشاد فرمایا سرکار دو عالمؐ اکثر اپنی بیٹی جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بوسے لیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک زوجہ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا بات ہے آپ اکثر فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بوسے لیا کرتے ہیں؟

آپؐ نے ارشا فرمایا جب مجھے معرج کرائی گئی تو جبرائیلؑ مجھے شجرہ طوبیٰ کے پاس لے گئے وہاں سے میں ایک پھل توڑا اور تناول کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے پانی کو میری کمر میں جاری کیا اور جب میں واپس زمین پر آیا تو خدیجہؑ سے قربت کی، اس کے نتیجے میں وہ حاملہ ہوئی اور فاطمہؑ کی ولادت ہوئی یہی وجہ ہے کہ میں جب بھی فاطمہؑ کا بوسہ لیتا ہوں تو مجھے شجرہ طوبیٰ کی خوشبو آتی ہے۔ [1]

براق کے بارے میں یہودیوں کو جواب

ابن بابویہ اور احمد بن ابی طالب طبرسی نے بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام اور ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے براق کو میرا تابع کیا اور وہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے اور بہشت کے حیوانوں میں سے ہے، نہ بہت بلند ہے نہ بہت چھوٹا، اس کا چہرہ آدمیوں کے مانند سم گھوڑوں کی طرح اور دم گائے کی دم کی سی ہے، دراز گوش سے

---

[1] (کتاب المعراج ابن بابویہ)۔

بڑا اور خچر سے چھوٹا۔ اس کی زین یاقوت کی، رکاب مروارید کی ہے۔ سونے کی ستر ہزار لگام رکھتا ہے۔ اس کے دو پر ہیں جو موتی یاقوت اور طرح طرح کے جواہرات سے مرصع ہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہے۔

لا اله الا لله وحده لا شريك له محمد رسول الله

تحریر ہے۔ وہ تمام حیوانوں سے خوش رنگ ہے اگر خدا اس کو اجازت دے دے تو ایک قدم میں دنیا و آخرت کو طے کر لے۔ [۲]

امام رضاؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشا فرمایا: اللہ نے میرے لیے براق کو مسخر کیا۔ وہ جنت کے چوپائیوں میں سے ایک ہے نہ اتنا چھوٹا ہے اور نہ اتنا بڑا اگر اللہ اسے اذن دے تو وہ تمام دنیا سے بھی بڑا ہو جائے اس کا رخ بہت خوبصورت ہے۔ [۳]

قیامت کے دن براق پر سوار ہونا

ابن عباس سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: قیامت والے دن ہمارے علاوہ کوئی بھی سواری پر نہیں ہوگا اور چار نفر ہوں گے عباس بن عبدالمطلبؑ کھڑے ہوئے اور کہا: یارسول اللہؐ! وہ کون کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: ان میں سے ایک تو میں ہوں۔ میں براق پر ہوں گا۔

جس کا چہرہ انسان کی صورت کے مانند ہے، رنگ گھوڑے کے رنگ کی طرح اس کے پروں میں مروارید ٹنکے ہوئے ہیں اس کے کان زبرجد سے بنے

---

[۲] احتجاج طبرسی صفحہ۔49

[۳] عیون اخبار الرضا جلد ۲ باب ۳۱ حدیث ۴۹ صفحہ۔ ۳۵۔

ہیں اس کی آنکھیں زہرہ ستارہ کی طرح چمکتی ہیں۔ اس کے تار نظر شعا خورشید کے مثل، اور اس کے سینہ سے پسینہ کے قطروں کی بجائے مروارید غلطان جاری ہوتے ہیں، اس کی گردن باہم پیچیدہ ہے۔، اس کے ہاتھ اور پیر طویل و بلند ہیں اور وہ آدمیوں کے مانند بات سنتا اور سمجھتا ہے۔ [۱]

براق کی کنیت

ایک شامی نے امیر المومنینؑ سے براق کی کنیت کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس کی کنیت ابو ہلال ہے۔ [۲]

بیت المقدس پر کیسے پہنچے

سید ابن طاؤس اپنی کتاب سعد السعود میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تفسیر ما نزل من القرآن فی النبی و اھل بیتہ صلوات اللہ علیہم میں دیکھا ہے جس کے مولف محمد بن عباس بن علیؑ بن مروان ہیں۔ اس میں۔

بسند معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک رات میں حجر اسمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا ناگاہ جبرائیلؑ نے میرے پیروں کو دبایا۔ میں بیدار ہوا لیکن کسی کو نہ دیکھا تو دوبارہ میرے پیروں کو دبایا میں نے پھر کسی کو نہ دیکھا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کے ایک کرسی پر بٹھایا، اور طائروں کی رفتار سے زیادہ تیز یک چشم زدن میں میں دوسرے مقام پر تھا۔ جبرئیلؑ نے پوچھا آپ کو

---

[۱] الخصال شیخ صدوق باب الاربعہ حدیث۔19۔ صفحہ۔203

[۲] عیون اخبار الرضا جلد ۱ باب 24 حدیث۔1 صفحہ۔222
علل الشرائع جلد 2 باب 385 حدیث۔44 صفحہ۔321

معلوم ہے کہ آپ کہاں ہیں؟ میں نے کہا نہیں تو جبرئیلؑ نے کہا آپ بیت المقدس میں ہیں جہاں تمام مخلوق محشور ہوگی۔ پھر داہنی انگلی اپنے کانوں تک اُٹھا کر اذان کہی اور اذان میں حی علی خیر العمل کہا پھر اسی طرح اقامت کہی اور آخر میں قد قامت الصلوٰۃ کہا فارغ ہوئے تو ایک نور آسمان سے چمکا جس سے پیغمبروںؑ کی قبریں شگافتہ ہوئیں اور ہر طرف سے لبیک کہتے ہوئے وہ لوگ بیت المقدس میں جمع ہوئے جو تعداد میں چار ہزار چار سو چودہ تھے اور صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جبرئیلؑ نے میرا بازو پکڑ کر آگے بڑھایا اور کہا اے محمدؐ پیغمبروںؑ کے ساتھ نماز پڑھیئے۔ یہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ پھر میں نے داہنی جانب دیکھا تو اپنے پدر جناب ابراہیمؑ کو دیکھا کہ دو حلہ سبز پہنے ہوئے تھے ان کے داہنے اور بائیں دو دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے بائیں جانب نظر کی تو اپنے بھائی اور وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کو کھڑے ہوئے دیکھا جو دو سفید حلے پہنے ہوئے تھے اور ان کے دونوں طرف بھی دو فرشتے کھڑے تھے جب میں نے علیؑ کو دیکھا تو بہت مسرور ہوا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر جناب ابراہیمؑ کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا اور فرمایا مرحبا: اے فرزندِ شائستہ اور پیغمبرؐ شائستہ اور زمانہ شائستہ میں مبعوث شدہ۔ پھر علیؑ بن ابی طالب آئے۔ جناب ابراہیمؑ نے ان کے داہنے ہاتھ کو بھی دونوں ہاتھوں پکڑ کر مصافحہ کیا اور کہا مرحبا اے فرزند شائستہ اور پیغمبرؐ شائستہ کے وصی اے بوالحسن اور ہم کو کوئی تکان نہیں تھی۔

میں نے کہا اے پدر بزرگوار آپؑ نے علیؑ کو ابوالحسن کہہ کر مرحبا کہا حالانکہ ان کا تو ابھی تک بیٹا بھی کوئی نہیں ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: ایسا ہی ہے میں نے اپنے صحیفہ میں دیکھا ہے اللہ کے علم غیب میں اس کا نام علیؑ اور کنیت ابوالحسنؑ ہے جو خاتم الانبیا کے وصی ہیں۔

بعض نسخوں میں یہ حدیث ان الفاظ پر تمام ہوئی ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں اور علیؑ دونوں بطحہ میں تھے اور ہم کو کوئی تکان پس تھی۔ [1]

تاریخ

کتاب العدد القویہ میں مرقوم ہے کہ مشہور ترین تاریخ معراج پیغمبرؐ کی ہجرت سے چھ ماہ پہلے اکیس رمضان کی رات ہے بعض کا قول ہے کہ سترہ رمضان۔

آپ نے معراج کی رات کیا دیکھا

علیؑ بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک رات جبرئیلؑ ومیکائیلؑ واسرافیل علیہ السلام آنحضرتؐ کے واسطے براق لائے۔ ایک فرشتے نے لگام پکڑی، دوسرے نے حضرتؐ کی رکاب اقدس اور تیسرے نے اس پر کپڑے درست کیے۔ براق خاموش کھڑا ہوا تھا کہ جبرئیلؑ نے اس کے منہ پر ہاتھ مارا اور کہا خاموش کیوں ہے کیونکہ جو بزرگ تجھ پر سوار ہو رہا ہے اولین وآخرین میں اس سے بہتر کوئی نہیں ہے غرض حضرت سوار ہوئے اور براق سفر شروع کیا۔ جبرئیلؑ حضرتؐ کے ساتھ تھے اور عجائب زمین وآسمان آپ کو دکھلائے جاتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک منادی نے

---

[1] سعد السعود صفحہ۔100

داہنی جانب سے مجھے نداوی میں ملتفت نہ ہوا۔ پھر دوسرے نے بائیں طرف سے نداوی میں اس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوا۔ پھر میں نے اپنے سامنے دیکھا کہ ایک عورت اپنے ہاتھ اور بازو کھولے ہوئے دنیاوی آرائشوں سے نہایت آراستہ پیراستہ تھی اس نے کہا: اے محمد! ذرا میری جانب بھی دیکھ لیجئے کہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں۔ میں اس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا اور آگے بڑھتا گیا۔ ناگاہ ایک خوفناک آواز میں نے سنی جس سے مجھ پر خوف طاری ہوگیا۔ تو جبرئیلؑ نے کہا یہاں زمین پر اُتریے اور نماز پڑھیے کہ طیبہ مدینہ کا ٹکڑا ہے اس مقام پر آپ ہجرت کر کے آئیں گے میں وہاں سے پھر سوار ہو کہ چلا پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ نیچے چلیے اور نماز پڑھیے۔

میں نے وہاں نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ طور سینا ہے جہاں حق تعالیٰ نے جناب موسیٰؑ علیہ السلام سے باتیں کیں۔ پھر وہاں سے سوار ہو کر میں چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ جبرائیلؑ نے کہا نیچے اتریئے اور نماز پڑھیے۔ میں نے نماز پڑھی تو بتایا کہ یہ بیت لحم ہے جہاں حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے تھے۔ پھر جبرئیلؑ مجھ کو بیت المقدس تک لے گئے۔ براق کو وہاں ایک زنجیر سے باندھ دیا جہاں پیغمبروںؑ نے اپنے چوپائے باندھے تھے۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا جبرئیلؑ میرے داہنی طرف تھے وہاں میں نے جناب ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو اور بہت سے پیغمبروںؑ کے ہمراہ موجود تھے۔ جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی اور مجھے آگے کھڑا کیا۔ تمام پیغمبروںؑ نے صف باندھی اور میرے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر بیت المقدس کا خازن تین برتن لے کر آیا ایک میں دودھ ایک میں پانی اور ایک میں شراب تھی۔ ساتھ ہی میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے اگر محمدؐ نے پانی لے لیا تو ان کی تمام امت

ڈوب جائے گی۔ اگر شراب لے لی تو وہ خود اور ان کی امت سب گمراہ ہو جائیں گے، اگر انہوں نے دودھ اختیار کیا تو وہ اور ان کی امت ہدایت پائیں گے۔ یہ سن کر میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور جبرئیلؑ نے کہا آپؐ نے ہدایت پائی اور آپ کی امت بھی ہدایت پائے گی۔

پھر مجھ سے پوچھا کہ راہ میں آپ نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا داہنی طرف سے مجھے کسی نے پکارا میں نے اس کا جواب نہ دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ یہودیوں کی جانب دعوت دینے والا تھا۔ اگر آپ اس کا جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہوجاتی پھر پوچھا اس کے بعد کیا دیکھا میں نے کہا پھر بائیں طرف سے کسی نے آواز دی میں اس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا جبرئیلؑ نے کہا وہ نصاریٰ کی جانب بلا رہا تھا۔ اگر آپ اس کا جوب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہوجاتی۔ پھر پوچھا اس کے بعد کیا دیکھا میں نے اس عورت کا ذکر کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اگر آپ اس کی جانب ملتفت ہوجاتے تو آپ کی تمام امت دنیا پرست ہوجاتی۔ پھر کہا آپ نے وہ آواز جو سنی تھی وہ ایک پتھر کی آواز تھی جس کو ستر سال پہلے میں نے جہنم کے کنارے ڈال دیا تھا اس وقت جہنم کی تہہ میں پہنچا ہے اور یہ اسی کی آواز تھی جس سے آپ خوفزدہ ہوگئے تھے۔ یہ سن کر اس کے بعد آنحضرتؐ کبھی نہ ہنسے۔

پھر حضرت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جبرئیلؑ مجھے اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم آسمان اول پر پہنچے اس پر ایک فرشتہ موکل تھا جس کو اسماعیلؑ کہتے ہیں۔

وہ صاحب الخطفہ ہے کہ جو شیطان آسمان پر جانا چاہتا ہے وہ اور اس کے ساتھی شہاب ثاقب یعنی دہکتے ہوئے انگارے سے اس کو جلاتے ہیں جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے:

اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ [1]

اس فرشتے کے ماتحت ہزار فرشتے ہیں اور ہر ایک ہزار پر رکھتا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس نے پوچھا کیا وہ معبوث ہو گئے ہیں؟ کہا ہاں۔ تو اسمٰعیل نے آسمان کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے اس کے لیے مغفرت کی دعا کی اور اس نے بھی میرے لیے مغفرت چاہی اور کہا مرحبا اے برادر شائستہ اور بہترین انبیاء فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور آسمان اول میں داخل ہوا۔ جس فرشتہ نے مجھے دیکھا وہ شاد و مسرور ہوا۔ وہاں میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس سے بڑا کوئی فرشتہ وہاں نظر نہ آیا۔ وہ نہایت خوفناک تھا اس کے چہرہ سے غصہ غضب ظاہر تھا جس طرح اور فرشتوں نے میرے لیے دعا کی تھی اس نے بھی کی لیکن نہ ہنسا نہ خوش ہوا اور نہ دوسروں کی طرح اس کے چہرے سے مسرت ظاہر ہوئی میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہے جس سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے؟

کہا آپ کا خوف درست ہے ہم سب اس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ جہنم کا موکل ہے ہم نے کبھی اس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ خداوندِ عالم نے جس روز سے جہنم کو اس کے قبضہ میں دیا ہے ہر وقت اس کا غضب و غصہ خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں پر زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ خدا ان سب سے اس کے ذریعہ سے انتقام لے گا۔ اگر آپ سے پہلے یا بعد کسی کے لیے اس سے مسرت ظاہر ہوتی تو یقیناً آپ

---

[1] (پ ۲۳ سورۃ وصفات۔ آیت ۱۰)

کے لیے بھی خوشی کا اظہار کرتا لیکن وہ کبھی ہنستا اور خوش ہوتا ہی نہیں۔ غرض میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے مجھ کو سلام کیا اور بہشت کی خوشخبری دی، چونکہ جناب جبرئیلؑ ملکوت سموات میں سب کے حاکم اور امین تھے اور تمام فرشتے ان کے فرمانبردار تھے اس لیے فرشتوں نے کہا آپ مالک کو حکم دیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہنم دکھائے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے مالک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہنم دکھادو۔

مالک نے یہ سن کر جہنم کا ایک پردہ ہٹا دیا اور اس کا ایک دروازہ کھول دیا۔ ناگاہ جہنم کا ایک شعلہ نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ اس کی شدت سے میں خوفزدہ ہوا کہ کہیں مجھ کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ میں نے جبرائیلؑ سے کہا کہ کہو اس کو واپس جہنم میں لے جائے اور جہنم کے دروازہ کو بند کر دے۔ مالک نے اس شعلہ کو حکم دیا کہ واپس جائے وہ فوراً جہنم میں واپس چلا گیا۔

وہاں سے میں آگے بڑھا تو ایک گندمی رنگ کے بزرگ نظر آئے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ کہا یہ آپ کے پدر حضرت آدمؑ ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ان کے لڑکے ان کے سامنے پیش کیے گئے وہ کہتے تھے کہ یہ بہتر پھول ہے اور یہ خوشبودار نسیم ہے جو بہتر جسم سے نکلی ہے۔ تو حضرتؑ نے یہ آیت پڑھی:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ [1]

غرض میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے ان کے لیے انہوں نے میرے واسطے استغفار کی اور کہا اے فرزندِ برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں بھیجے ہوئے بہترین انبیاء مبارک ہو پھر میں وہاں سے آگے بڑھا اور ایک فرشتہ

[1] (پ ۳۰ آیت ۱۸ سورۃ المطففین)

کو دیکھا جو ایک مقام پر بیٹھا تھا اور ساری دنیا اس کے دونوں زانوؤں کے درمیان تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک لوح نور تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور وہ اس لوح کی طرف نہایت مغموم صورت میں نظر جمائے ہوئے تھا کسی اور طرف نہیں دیکھتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہیں۔ ہر وقت جسموں سے روحیں قبض کرنے میں مشغول ہیں۔

میں نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو میں کچھ باتیں کروں گا۔ غرض میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا، انہوں نے جواب سلام دیا جبرئیلؑ نے ان سے کہا یہ نبی رحمت ہیں جن کو خدا نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے۔ ملک الموت نے کہا مرحبا اے محمد ﷺ آپ کو خوشخبری ہو کہ میں ہر عمل خیر آپ کی امت میں دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں جو اپنے بندوں کو نعمتیں دینے والا ہے اور یہ سب مجھ پر خدا کریم کی رحمت اور اس کا فضل ہے۔

جبرائیلؑ نے کہا اس فرشتہ کا کام سب سے زیادہ سخت اور زیادہ ہے۔ میں نے پوچھا کیا تمام شخصوں کی روحیں یہ خود قبض کرتے ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اے ملک الموت لوگ جہاں جہاں ہوتے ہیں تم سب کو دیکھتے اور سب کے پاس پہنچتے ہو؟ کہا ہاں۔ دنیا کو خدا نے میرا مسخر قرار دیا اور اس پر تمکین دی ہے وہ میرے ہاتھ میں ایک درہم کے مانند ہے۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ میں ہر روز پانچ مرتبہ اس کے رہنے والوں کو ایک ایک کر کے نہ دیکھتا ہوں اور نہ جانچ کرتا ہوں۔ جب مرنے والے کے اعزا اس پر روتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ مت روؤ کیونکہ مجھے تو تمہاری طرف بار بار آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑوں گا۔ میں نے کہا موت تو رنج واندوہ اور آدمیوں کو فنا کرنے کا سبب ہے۔

جبرئیلؑ نے کہا موت کے بعد جو حالت ہوگی، وہ موت سے بدتر ہے۔ پھر میں وہاں سے گزرا تو ایک جماعت نظر آئی جس کے سامنے بہترین اور پاکیزہ گوشت اور مردار وگندیدہ گوشت رکھے ہوئے تھے۔ وہ خراب گوشت تو کھا رہے تھے مگر پاکیزہ گوشت نہیں چھوتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت سے وہ لوگ ہیں جو حرام کھایا کرتے تھے۔ پھر میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کو خدا نے عجیب الخلقت پیدا کیا تھا۔ جس کا نصف بدن آگ کا اور نصف برف کا تھا۔ نہ آگ برف کو پگھلاتی اور نہ برف آگ کو بجھاتی تھی۔ وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے اس آگ کی حرارت کو محفوظ رکھا ہے۔

اے وہ خدا جو آگ اور برف میں انس ومحبت قائم کرسکتا ہے مومنین کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کر۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ خدا کے تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ اہل زمین اور مومنین کا بہی وخیر خواہ ہے۔ جس روز سے خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اب تک یہی دعا کرتا ہے۔ پھر دو فرشتوں کو دیکھا جو ندا دے رہے تھے۔ ایک کہتا تھا خداوند جو تیری راہ میں دے اس کو تو بھی عوض عطا فرما، دوسرا کہتا تھا جو شخص بخل کرے اور تیری راہ میں خرچ نہ کرے تو اس کے مال کو ضائع کر دے۔

پھر میں چند لوگوں کی طرف گزرا جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کے مانند تھے اور فرشتے ان کے پہلوؤں کے گوشت قینچی سے کاٹ رہے تھے اور ان کے منہ میں ٹھونس رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ مومنین کے عیب ڈھونڈنے اور ان پر طعن کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر میں کچھ

ایسے لوگوں کی طرف سے گزرا جن کے سروں کو پتھر سے کوٹ رہے تھے میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رات کو بغیر نماز پڑھے سو جایا کرتے تھے۔

پھر ایسے گروہ کی طرف میرا گزر ہوا کہ فرشتے ان کے منہ میں آگ بھر رہے تھے جو ان کے پاخانے کے مقام سے نکلتی رہتی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے لوگ ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۟ [1]

بیشک جو کوئی یتیموں کا مال ظلم وستم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور بہت جلد جہنم میں جائیں گے، پھر میں ایک گروہ کی طرف سے گزرا جن میں سے ہر شخص اُٹھنا چاہتا تھا۔

مگر پیٹ کے بڑا ہونے کے سبب نہیں اُٹھ سکتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ سود کھانے والے لوگ ہیں جن کا حال خدا نے قرآن میں بیان فرمایا ہے اور وہ لوگ فرعونیوں کے مانند ہر روز صبح وشام آتش جہنم میں ڈالے جاتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں کہ خداوند قیامت کب برپا ہوگی۔ پھر میرا گزر چند عورتوں کی طرف ہوا جن کو ان کے پستانوں سے لٹکا رکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے گھروں میں بدکاری کرتی تھیں اور حرام زادہ

[1] (سورہ النساء پ ۴۔ آیت ۱۰)

لڑکوں کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیا کرتی تھیں اور شوہر کے مال ان لڑکوں کو میراث میں دیا کرتی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت پر خدا نہایت غضبناک ہے جو اس کو ان لوگوں کے نسب میں داخل کرتی ہیں جو ان کے غیر سے ہوتا ہے اور زنا سے پیدا ہوتا ہے اور ان کے شرمگاہوں پر مطلع ہوتا ہے اور ناحق ان کے مال کھاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میں اور آگے بڑھا تو خدا کے چند فرشتوں کو دیکھا جن کو خدا نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور ان کی صورتیں جیسی چاہیں بنائیں۔ وہ اپنے دلوں کی گہرائیوں سے اس طرح تسبیح و تقدیس کرتے تھے کہ ہر طرف سے مختلف آوازیں ظاہر ہو رہی تھیں اور حمد و شکر کی صدائیں بلند تھیں۔ وہ خوفِ خدا سے رو رہے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ اسی روش سے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں پیدا ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے پہلو میں قائم ہیں نہ کسی سے بات کی ہے نہ انہوں نے اپنا سر اٹھایا ہے اور نہ جنابِ مقدس الٰہی کے خوف سے اپنے پیروں کو اُٹھایا ہے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سر کے اشارہ سے جواب دیا اور انتہائی خشوع و خضوع کے سبب کچھ بول نہ سکے۔

جبرئیلؑ نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبرِ رحمت ہیں جن کو خدا نے رسالت و نبوت کے ساتھ اپنے بندوں کی جانب بھیجا اور یہ پیغمبر آخر الزمانؐ اور تمام انبیاءؑ سے برتر و بلند ہیں۔ کیا ان سے باتیں نہ کرو گے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور میری تعظیم کی اور مجھ کو اور میری امت کو نیکی کی خوشخبری دی پھر وہاں سے جبرئیلؑ مجھ کو دوسرے آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو ایک دوسرے

سے مشابہ تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یحییٰؑ اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام اور استغفار کیا۔ انہوں نے کہا مرحبا اے برادر شائستہ اور پیغمبرؐ برگزیدہ خوش آمدید۔ اس آسمان پر بھی میں نے ملائکہ خشوع دیکھے جن کے چہرے خوف خدا سے آنسوؤں سے تر تھے۔ وہ بھی کسی طرف متوجہ ہوتے تھے اور مختلف آوازوں سے خدا کی تسبیح و تقدس کرتے تھے۔ پھر میں تیسرے آسمان پر گیا، وہاں ایک ایسے حسین کو دیکھا جن کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند تھا میں نے ان کو دریافت کیا جبرئیلؑ نے کہا یہ جناب یوسفؑ آپ کے بھائی ہیں میں نے اور انہوں نے ایک دوسرے کے لیے سلام اور استغفار کیا جناب یوسفؑ نے کہا مرحبا اے پیغمبرؐ برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں مبعوث شدہ آپ کا آنا مبارک ہو۔ اس آسمان پر میں نے ملائکہ خشوع دیکھے جس طرح پہلے اور دوسرے آسمانوں پر دیکھے تھے اور جبرئیلؑ نے ان سے بھی وہی گفتگو کی جو میرے بارے میں ان فرشتوں سے کی تھی، اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچا تو ایک مرد بزرگ کو دیکھا۔ میں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ جناب ادریس علیہ السلام ہیں جن کو خدا مقام بلند پر زمین سے لے گیا جیسا کہ فرمایا ہے۔

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ [1]

ہم نے ان کو مقام بلند پر اٹھا لیا۔

میں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا۔ وہاں بھی میں نے ملائکہ خشوع دیکھے انہوں نے بھی میرے اور میری امت کے لیے اچھی خوشخبری دی۔

[1] (پ ۱۶۔ سورۃ مریم۔ آیت ۵۷)۔

وہاں میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جو کرسی پر بیٹھا تھا۔ اور ہزار فرشتے اس کے ماتحت اور فرمانبردار تھے۔ جبرئیلؑ نے اس کو آواز دی کہ اُٹھ کھڑے ہو۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور قیامت کے روز تک کھڑا رہے گا۔

وہاں سے آسمان پنجم پر بلند ہوا وہاں میں نے ایک مرد ضعیف کو دیکھا جن کی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں اور ان کی امت کے بہت سے لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ ان کی کثرت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ دانیالؑ پیغمبرؑ ہیں جن کی امت ان کو دوست رکھتی تھی پھر ایک مرد بزرگ کو دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہیں جبرئیلؑ نے کہا یہ ہارون پسر عمران ہیں۔ میں نے ان کو بھی سلام کیا وہاں بھی ملائکہ خشوع دیکھے۔ پھر چھٹے آسمان پر گیا وہاں ایک صاحب کو دیکھا جو قد میں بلند اور گندمی رنگ کے تھے جن کے بال بڑے بڑے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں آدمؑ کی اولاد میں سب سے بہتر ہوں حالانکہ یہ بزرگ خدا کے نزدیک سب سے گرامی ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا جناب موسیٰؑ پسر عمران ہیں۔

ہم نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ وہاں بھی ملائکہ خشوع تھے وہاں سے ساتویں آسمان پر گیا۔ میں جس فرشتہ کے پاس سے گزرتا تھا وہ کہتا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصد کراؤ اور امت کو بھی اس کا حکم دو۔ وہاں میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں جو جوار رحمت الٰہی میں بیت المعمور کے دروازہ پر بیٹھے ہیں؟ جناب جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ یہ آپ کے پدر بزرگوار جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں اور آپؐ کی امت کے پرہیزگاروں کا مقام ہے۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾ [1]

بیشک ابراہیم کے پیرو ہونے کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو ان کی اور اس پیغمبرؐ (محمدؐ) کی پیروی کرتے ہیں اور وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور خدا مومنین کا مددگار ہے۔

حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیمؑ کو سلام کیا اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا مرحبا اے پیغمبرؐ شائستہ اور فرزند شائستہ اور زبان شائستہ میں مبعوث شدہ۔

حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس آسمان پر بھی میں نے صاحب خشوع فرشتے دیکھے جس طرح گزشتہ آسمانوں پر دیکھے تھے۔ سب نے مجھ کو اور میری امت کو نیکی اور بھلائی کی خوشخبری دی۔ میں نے آسمان ہفتم پر نور کے دریا دیکھے جو چمک رہے تھے ان کے نور آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے، اور ظلمت اور برف کے دریا بھی نظر آئے۔ اور امور عجیب و غریب دیکھ کر جب مجھ پر خوف طاری ہوتا تھا تو جبرئیلؑ کہتے تھے کہ یا رسولؐ اللہ خدا شکر کا کیجئے کہ اس نے آپؐ کو ان کرامتوں اور بزرگیوں سے سرفراز فرمایا۔ غرض خدا نے اپنی مدد و قوت سے مجھے ان عجائبات کے دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ اپنے پروردگار کی عظمت کی جو کچھ نشانیاں دیکھتے ہیں ان کو شمار کرتے ہیں حالانکہ اس کی عظمتیں اس سے زیادہ ہیں کہ یہ چیزیں ان کے مقابلہ میں کچھ بلند معلوم ہوں جو ابھی آپ نے نہیں دیکھیں۔

[1] (پ ۳۔ آیت۔ ۶۸۔ سورہ آل عمران)

بلاشبہ حق سبحانہ، وتعالیٰ اور بندوں کے درمیان نوے ہزار حجابات ہیں۔ صدور وحی کے مقام پر خلق میں سب سے زیادہ نزدیک میں ہوں اور اسرائیل اور میرے اور ان کے درمیان چار حجابات ہیں۔ نور کا ایک پردہ ظلمت کا ایک پردہ پانی کا ایک پردہ اور آگ کا ایک پردہ۔

حضرت فرماتے ہیں کہ تمام عجیب باتوں سے زیادہ عجیب جو میں نے دیکھی وہ ایک مرغ تھا جس کے پیر زمین کے طبقہ ہفتم میں تھے اور سر عرش الٰہی کے نزدیک تھا۔

وہ اپنے پروں کو جب کھولتا تو مشرق ومغرب کو گھیر لیتا تھا۔ وہ ایک فرشتہ تھا جس کی تسبیح تھی،، میرا پروردگار پاک ہے، اور اس کی شان بہت بلند ہے اس سے کہ ادراک کی جاسکے۔ وہ صبح کے وقت اپنے پروں کو کھولتا اور پھڑ پھڑاتا اور اپنی تسبیح کی آواز بلند کرتا تھا اور کہتا تھا:

سبحان الملك القدوس سبحان الكبير المتعال لآ اله الا الحيى القيوم۔

جب اس کی آواز تسبیح بلند ہوتی ہے تو زمین کے تمام مرغ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتے اور خدا کی تسبیح کی آواز کرتے ہیں۔ اور جب وہ فرشتہ خاموش ہوجاتا ہے تو تمام مرغ خاموش ہوجاتے ہیں۔

اس ملک کے پر سفید اور گردن کے پر سبز ہیں۔ اس کی سفیدی اور سبزی اور اس کی خوبصورتی کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ پھر میں جبرئیلؑ کے ساتھ بیت المعمور میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں میں نے اپنے اصحاب میں سے کچھ

لوگوں کو اپنے ساتھ دیکھا، ان میں کچھ لوگ تو صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے کچھ پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے تھے۔ جو صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ میرے ساتھ بیت المعمور میں داخل ہوئے اور جو گندے لباس میں تھے ان کو روک دیا گیا۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے دو نہروں کے پاس سے گزرے ایک کو کوثر اور دوسری کو نہر رحمت کہتے تھے۔ میں نے کوثر کا پانی پیا اور نہر رحمت میں غسل کیا اور بہشت میں داخل ہوا۔ وہ دونوں نہریں بھی بہشت میں ساتھ ساتھ جاری تھیں۔ ان دونوں نہروں کے کنارے کنارے میں اہلبیتؑ کے اور طاہر و پاکیزہ عورتوں کے مکانات نظر آئے۔ بہشت کی خاک مشک تھی۔ میں نے وہاں ایک لڑکی کو دیکھا جو بہشت کی نہروں میں غوطے لگا رہی تھی۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دختر زید بن حارثہ ہوں میں جب واپس زمین پر آیا تو زید کو اس کی خوشخبری دی۔

بہشت میں پرندے اونٹوں سے بھی بڑے نظر آئے جن کے چونچ بڑے بڑے ڈول کے مانند تھے۔ وہاں میں نے ایک اتنا بڑا درخت دیکھا کہ کوئی پرندہ سات سو سال تک اڑنے کے بعد بھی اس کے گرد ایک چکر نہیں لگا سکتا۔ بہشت میں کوئی مکان ایسا نہیں جس کے اندر اس کی شاخ نہ ہو۔ میں نے پوچھا یہ کیسا درخت ہے جبرئیلؑ نے کہا یہ طوبیٰ ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ:

طُوبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝٢٩ [1]

حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں بہشت میں پہنچا تو میرا وہ ہول جو

---

[1] (پ ۱۳۔ آیت ۲۹۔ سورہ الرعد)

آسمان ہفتم کے عجائبات دیکھنے کے سبب دل پر قائم ہوگیا تھا زائل ہوگیا۔ پھر میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ وہ دریا جو میں نے دیکھے تھے کیسے ہیں۔ کہا وہ اوقات حجاب ہیں جو عرش کے انوار کو روکے ہوئے ہیں۔

ورنہ نور عرش ہر اس چیز کو جلا دیتا جو اس کے نیچے ہے۔ پھر میں وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا جس کی ہر پتی ایک عظیم امت کو اپنے سایہ میں لے سکتی ہے۔ اس جگہ سے میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے قرب معنوی کے مرتبہ میں:

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ﴿٩﴾ [1]

کی منزلت تک پہنچا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ اقدس میں مناجات کے قابل ہوا۔ میرے کانوں میں ندا آئی۔

امن الرسول بما انزل الیه من ربه.

رسولؐ ان چیزوں پر ایمان لائے جو کچھ ان کی طرف ان کے پروردگار کی طرف سے بھیجی گئی۔ یہ سن کر میں نے اپنی اور اپنی امت کی جانب سے عرض کی:

وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ

اور تمام مومنین خدا پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

حضرتؐ فرماتے ہیں پھر میں نے کہا:

---

[1] (پ۲۷۔ آیت ۹۔ سورۃ نجم)

سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ٭ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ۝ [۲]

ہم نے سنا جو کچھ خدا نے فرمایا اور اطاعت کی۔ اے پروردگار عالم ہم تیری طرف سے مغفرت چاہتے ہیں اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ٭ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ٭ [۳]

خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور جو نیکیاں وہ کرتا ہے اس کے لیے اور جو برائیاں وہ کرتا ہے اسی کے لیے ہیں۔

میں نے کہا۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ٭

پروردگار! جو ہم سے سہو ہو جائے اس کا یا ہم سے جو گناہ سرزد ہو جائے اس کا مواخذہ ہم سے نہ کر۔ ارشاد رب العزت ہوا اچھا بلا قصد اور بھول چوک کے سبب سے غلطیوں کا مواخذہ نہ کروں گا۔

پھر میں نے کہا۔

وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ٭

اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بار مت ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر تو نے بار ڈالا تھا۔ خدا نے فرمایا اچھا یہ بھی منظور ہے۔ پھر میں

---

[۲] (پ ۳ آیت ۲۸۵ سورہ بقرہ)

[۳] (پ ۳۔ آیت ۲۸۶۔ سورہ بقرہ)

نے کہا:

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ [1]

اے ہمارے پالنے والے ہم پر ایسا بار بھی مت ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم کو عافیت عطا فرما اور ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک و سرپرست ہے اور کفار پر ہم کو نصرت و فتح عنایت فرما۔

خدا نے فرمایا میں نے وہ سب کچھ تم کو اور تمہاری امت کو عطا فرمایا جو تم نے طلب کیا۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں خدا نے کسی پیغمبرؑ کو اس قدر مکرم محترم نہیں کیا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرامی و بزرگ مرتبہ فرمایا اور یہ امور ان کو عطا فرمائے۔

غرض اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پالنے والے جو فضیلتیں تو نے اپنے گزشتہ پیغمبروںؑ کو عطا فرمائی ہیں وہ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا جو چیزیں میں نے تم کو عطا کی ہیں ان میں دو کلمے وہ ہیں جو میرے عرش کے خزانوں میں سے ہیں۔

لاحول ولا قوة الا بالله۔ ولا منجا منك الا اليك۔

حضرتؑ فرماتے ہیں کہ حاملان عرش الٰہی نے ایک دعا مجھے تعلیم کی جس کو

---

[1] (پ ۲ آیت ۲۸۶۔ سورہ بقرہ)

ہر صبح و شام میں پڑھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

اللھم ان ظلمتی اصبح مستجیر بعفوك وذنبی اصبح مستجیرا بمغفرتك وذلی اصبح مستجیر بعزتك وفقری اصبح مستجیرا بغناك ووجھی البالی اصبح مسجیرا بوجھك الباقی الذی لا یغنی۔

پھر حضرت نے فرمایا مین نے ایک فرشتہ کی آواز سنی جو اذان کہہ رہا تھا اور اس سے پہلے کسی نے اس فرشتہ کو آسمان پر نہیں دیکھا تھا۔

جب اس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا خداوند عالم نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا۔ بیشک میں ایسا ہی بلند ہوں کہ عقل خلائق مجھ تک نہیں پہنچ سکتی اور تمام چیزوں سے بڑا اور بلند ہوں۔

جب اس نے اشھد ان الا الہ لا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ کہا حق تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا۔ کوئی خدا میرے سوا نہیں ہے۔

جب اس نے دومرتبہ اشھد ان محمد ا رسول اللہ۔ کہا حق سبحانہ، و تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں میں نے ان کو ہدایت خلق کے لیے بھیجا ہے اور برگزیدہ کیا ہے۔

جب اس نے کہا حی علی الصلوۃ خدا نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے اور لوگو کو میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بلاتا ہے جو شخص شوق اور دلی خواہش سے نماز کی جانب کوشش کرتا ہے اور اس کی غرض میری خوشنودی کے سوا نہیں ہوتی تو میں نماز کو اس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں۔

جب اس نے کہا حی علی الفلاح خداوند کریم نے فرمایا نماز نجات وفلاح کا باعث ہے۔

پھر میں آگے کھڑا ہوا اور ملائکہ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروںؑ نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا انوار محبت الٰہی نے مجھ کو گھیر لیا۔ میں سجدہ میں گر پڑا تو خداوندِ رحیم وکریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبرؑ اور اس کی امت پر میں نے پچاس نمازیں واجب کیں تھیں وہی میں نے تمہارے اور تمہاری امت کے لیے واجب کیں۔

حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ابراہیمؑ نے اور ہر اس پیغمبرؑ نے جس کی طرف سے میں گزرا تھا مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ جب جناب موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا ہوا میں نے کہا مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے کہا خداوندِ عالم عبادت سے بے نیاز ہے اور آپ کی امت آخر امت ہے۔ وہ لوگ سب امتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہٰذا واپس جا کر اپنے پروردگار سے عرض کیجئے کہ تخفیف فرمائے۔ میں یہ سن کر واپس گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہا پروردگار مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں دشوار ہیں معبود کچھ کم کر دے تو دس نمازیں خدا نے کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو جناب موسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دشوار ہے، معبود کچھ کم کر دے تو دس نمازیں خدا نے کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو جناب موسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دشوار ہے پھر جا کر سفارش کیجئے کہ حق تعالیٰ اور کمی فرمائے کیونکہ آپ کی امت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے۔

حضرتؐ فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاح وزاری

کی تو خدا نے دس نمازیں اور کم کر دیں ۔ پھر واپس آیا تو موسیٰ ؑ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں ۔ پھر شفاعت فرمایئے آپؐ کی امت میں اتنی بھی قوت نہیں اسی طرح میں برابر واپس جا جا کر خلاق عالم سے سفارش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔

موسیٰ ؑ نے پھر کہا تو میں نے کہا یا موسیٰ ؑ اب تو مجھے اپنے معبود سے شرم آتی ہے۔تو خدا نے مجھے ندا دی کہ چونکہ اے میرے حبیبؐ تم نے ان پانچ نمازوں کو بخوشی منظور کرلیا لہٰذا میں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا، ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کروں گا اور تمہاری امت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا، دس نیکیاں اس کے لیے لکھوں گا۔ اور اگر ارادہ کر لے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اس کے لیے لکھوں گا۔ اور اگر ان میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تو اس کے لیے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر کر گزرے گا تو اس کے لیے ایک ہی گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰ ؑ کو اس امت کی جانب سے جزائے خیر دے کہ ان کے بار کو ہلکا کرا دیا اور ان کی تکلیف کم کرا دی۔ [1]

جنت کی حور

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب مجھ کو جبرئیلؑ آسمان پر لے گئے، تو میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کیا اور ایک مسند پر بٹھایا اور ایک بہی انار میرے ہاتھ میں دیا۔ ناگاہ وہ بھی شگفتہ ہوا اور اس

---

[1] تفسیر قمی جلد ا صفحہ 395

سے ایک نور باہر آیا جس کی مثر گاں سیاہ گدھ کے مانند تھی اور اس نے کہا:

اسلام علیك یا احمد السلام علیك یار سول الله

السلام علیك یا محمد۔

میں نے پوچھا تو کون ہے خدا کی رحمت تجھ پر ہو۔ اس نے کہا میں راضیہ مرضیہ ہوں خداوندِ جبار نے مجھ کو تین چیزوں سے پیدا کیا ہے۔ میرا نیچے کا حصہ مشک کا ہے، اوپر کا حصہ کافور کا ہے اور درمیانی حصہ عنبر کا ہے۔ اور موتیوں کو آب حیات سے گوندھا گیا تو خداوندِ جلیل نے مجھ سے خطاب فرمایا ہو جا۔ تو میں آپ کے بھائی وصی اور وزیر علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیے پیدا ہو گئی۔ [1]

رسولؐ نے معراج میں کیا دیکھا

(ایک دوسری روایت)

بسند معتبر روایت ہے کہ جبرئیلؑ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے ایک چوپایہ لائے جو خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اس کے پیر اس کے ہاتھوں سے بڑے تھے اور تا حد نظر وہ ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب حضرتؐ نے اس پر سوار ہونا چاہا وہ مانع ہوا۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ جب اس نے آنحضرتؐ کا نام سنا اس طرح انکساری کی کہ زمین پر لیٹ گیا۔ تو آنحضرتؐ اس پر سوار ہوئے۔ جب وہ بلندی پر چلتا تو اس کے ہاتھ چھوٹے اور پیر لانبے ہو جاتے اور نشیب پر چلتا، تو پیر چھوٹے اور ہاتھ بڑے ہو جاتے۔ اسی طرح شب کی تاریکی میں ایک قافلہ کی طرف سے آنحضرت گزرے جو ابوسفیان کی تجارت کا سامان لیے

---

[1] امالی صدوق مجلس نمبر 34۔ حدیث نمبر 12 صفحہ۔ 154

جا رہے تھے۔ براق کے پروں کی آواز سے اس کے اونٹ بھاگے، کوئی اونٹ گر پڑا اور اس کا سامان بکھر گیا اونٹ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ حضرتؐ وہاں سے آگے بڑے۔ اور بلغار میں پہنچے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ! مجھے پیاس معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے ایک پیالہ میں پانی دیا، حضرت نے نوش فرمایا۔ وہاں سے آگے بڑھے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے پیر آگ سے جلائے جا رہے تھے وہ اُلٹے لٹکے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

جبرئیلؑ نے کہا یہ ایسے لوگ ہیں جن کو خدا نے روزی حلال عطا فرمائی تھی پھر بھی یہ حرام کے ذریعہ طلب کرتے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے دہن آگ کی سوئی اور رسی سے سیئے جاتے تھے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ عورتوں کی بکارت زنا کے ذریعہ زائل کرتے تھے۔

اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص لکڑی کا گٹھہ اُٹھا رہا ہے لیکن نہیں اُٹھتا۔ ایک شخص پھر اور لکڑیاں اس پر لاد دیتا ہے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ قرضدار ہے جو قرض ادا نہیں کرتا تھا اور پھر قرض لیتا رہتا تھا۔ وہاں سے چلے تو بیت المقدس کے شرقی پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں حضرتؐ کو ہوا بہت گرم محسوس ہوئی اور ایک خوفناک آواز سنی۔ پوچھا یہ کیسی ہوا تھی اور وہ آواز کیسی تھی کہا وہ ہوا اور آواز جہنم کی تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا میں جہنم سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر آپؐ کی داہنی جانب سے خوشبودار ہوا آئی اور ایک خوشگوار آواز سنائی دی۔ اس کے بارے میں دریافت کیا جبرئیلؑ نے کہا یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں خدا سے بہشت کی آرزو کرتا ہوں۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور بیت المقدس کے شہر کے دروازہ پر پہنچے۔

وہاں ایک نصرانی تھا جس کے سرہانے دروازہ بند کر کے اس کی کنجی رکھ دی جاتی تھی اس رات ہر چند کوشش کی گئی دروازہ بند نہیں ہوا۔ لوگ اس کے پاس آ کر بولے کہ دروازہ بند نہیں ہوتا ہے اس نے کہا اچھا کوئی پاسبان مقرر کرو۔ غرض حضرتؐ جب داخل ہوئے تو جبرئیلؑ نے بیت المقدس کا بڑا پتھر اُٹھایا اور اس کے نیچے سے تین بڑے پیالے نکالے۔ ایک دودھ کا ایک شہد کا اور ایک شراب کا۔ دودھ اور شہد کا پیالہ آنحضرتؐ کو دیا تو آپؐ نے نوش فرمایا۔ جب شراب کا پیالہ دیا آپؐ نے فرمایا میں تو سیر ہو چکا جبرئیلؑ نے کہا اگر آپ پی لیتے تو آپ کی ساری امت گمراہ ہو جاتی اور آپ سے جدا ہو جاتی۔ پھر بیت المقدس میں حضرتؐ نے نماز پڑھی اور پیغمبروںؑ کی ایک جماعت نے آپ کی اقتدا کی۔

اس رات جبرئیلؑ کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آیا تھا جو کبھی نہیں نازل ہوا تھا۔ وہ حضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کو پروردگار عالم سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو پیغمبرؐ رہیں اگر چاہیں تو یہ کنجیاں لے لیں۔ جبرئیلؑ نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ اور خدا کا بندہ ہونا ہی پسند کرتا ہوں۔ دنیا کی بادشاہی نہیں چاہتا۔ پھر وہاں سے آسمان کی جانب گئے۔ جب آسمان کے دروازہ پر پہنچے جبرئیلؑ نے کہا دروازہ کھولو۔ فرشتوں نے پوچھا آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرشتوں نے کہا مرحبا اور دروازہ کھول دیا۔

حضرتؐ فرماتے ہیں میں فرشتوں کے جس گروہ کی جانب گزرتا تھا۔ وہ سلام کرتے اور میرے لیے دعا کرتے اور میرا استقبال کرتے۔

پھر ہم ایک مرد پیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور بہت سے بچے اس کے گرد جمع تھے۔ حضرتؐ نے پوچھا یہ کون ہیں اور یہ لڑکے کس کے ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے پدر جناب ابراہیمؑ ہیں اور یہ مومنوں کے لڑکے ہیں۔ حضرتؑ ان کو کھلاتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔ وہاں سے آگے بڑھے تو ایک دوسرے مرد پیر کے پاس پہنچے جو ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔

جب وہ اپنی داہنی جانب دیکھتا ہے شاد و مسرور ہوتا ہے اور جب بائیں جانب دیکھتا ہے غمگین و محزون ہوتا اور روتا ہے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے پدر بزرگوار حضرت آدمؑ ہیں۔ جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی اولاد بہشت میں جارہی ہے تو خوش ہوتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ وہ جہنم میں جارہے ہیں تو مغموم و گریاں ہوتے ہیں۔ اس جگہ سے آگے بڑھے دیکھا ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہے اس فرشتے نے حضرتؐ کو سلام کیا لیکن اس کے چہرے سے قطعی خوشی کا اظہار نہیں ہوا جیسا کہ دوسروں سے ظاہر ہوا تھا۔ حضرت نے جبرئیلؑ سے اس کا سبب پوچھا۔

انہوں نے کہا یہ فرشتہ مالک جہنم کا خزینہ دار ہے۔ یہ تمام فرشتوں سے زیادہ خوش مزاج تھا۔ خداوندِ عالم نے دوزخ اس کے سپرد فرمایا اور اس نے ان تکلیفوں اور عذابوں کو دیکھا جو خدا نے اپنے نافرمانوں کے لیے مہیا کیا ہے، اس وجہ سے ہر وقت خائف رہتا ہے۔ پھر حضرتؐ وہاں سے گزرے یہاں تک کہ مقام مناجات رب العزت تک پہنچے۔ خدا نے آپ کی امت پر پچاس نمازیں واجب قرار دیں اور جناب موسیٰؑ علیہ السلام کی سفارش سے تخفیف ہو کر پانچ نمازیں رہ گئیں۔ واپسی میں جناب ابراہیمؑ کے پاس سے گزرے تو حضرت نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور ان کو جنت کی خوشخبری دینا جس کا پانی شیریں ہے، خاک خوشبودار اور زمین سادہ ہے۔ اس کے درختوں کی خلقت۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

سے ہے۔ لہٰذا اپنی امت کو حکم دو کہ یہ ذکر بہت کیا کریں تا کہ ان کے لیے بہشت میں زیادہ درخت ہوں۔

حضرتؐ وہاں سے واپس چلے تو راستہ میں قافلہ قریش تک پہنچے۔ اور جب زمین پر اترے تو اہل مکہ کو معراج سے آگاہ کیا اور قافلہ کے بارے میں اور ان کے اونٹوں کا بھاگنا اور ان کے اونٹوں کے پیروں کا شکستہ ہونا وغیرہ بیان کیا اور فرمایا کہ وہ قافلہ طلوع آفتاب کے قریب مکہ میں داخل ہوگا۔ جب آفتاب طالع ہوا تو وہ قافلہ پہنچا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی۔ جس کی سب نے تصدیق کی۔ [1]

قریش کا بیان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں: جب رسول خداؐ کو بیت المقدس تک کی سیر کروائی گئی تو جبرئیلؑ نے آپ کو براق پر سوار کیا اور بیت المقدس کی طرف لے گیا، وہاں پر تمام نبیوں کے محراب آپ کے سامنے کیے گئے، آپؐ نے وہاں پر نماز ادا کی، واپسی پر قریش کے ایک قافلہ کے قریب سے گزرے جن

[1] امالی صدوق مجلس نمبر 69۔ حدیث۔ 2 صفحہ۔ 365

کے برتنوں میں پانی موجود تھا اور ان کا ایک اونٹ گم ہو چکا تھا، وہ سب اس کو تلاش کر رہے تھے، رسول خداؐ نے ان کے برتنوں میں سے کچھ پانی پیا اور باقی سارا پانی گرا دیا، جب صبح کا وقت ہوا تو رسول خداؐ نے سارا واقعہ قریش کے لیے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ رات مجھے بیت المقدس تک سیر کروائی اور مجھے گزشتہ انبیاء کے آثار اور ان کی منازل دکھائیں، واپسی پر میں قریش کے ایک ایسے قافلہ کے قریب سے فلاں مقام پر گزرا ہوں، جو اپنا اونٹ گم کر چکے تھے، میں نے ان کے پانی کے برتن سے پانی پیا اور باقی تمام پانی میں نے گرا دیا تھا، ابوجہل نے قریش والوں سے کہا کہ اب تمہارے ہاتھ اچھا موقع آیا ہے، اس سے بیت المقدس کے ستونوں اور قندیلوں کے بارے میں سوال کرو۔

انہوں نے کہا: اے محمدؐ! ہمارے درمیان کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جو بیت المقدس کے اندر بھی داخل ہوئے ہیں اور آپ بتائیں کہ بیت المقدس کے ستون کتنے ہیں، قندیلیں کتنی ہیں اور اس کے محرابوں کے بارے میں بیان کریں۔ پس جناب جبرئیلؑ تشریف لائے تو انہوں نے بیت المقدس کی تصویر حضور کے سامنے پیش کر دی اور آپ کے لیے سب کچھ بیان کر دیا، رسول خدا نے انہیں بتا دیا۔

قریش والوں نے کہا: ہم اس کاروان کے آنے کا انتظار کریں گے اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کے بارے میں سوال کریں گے۔

رسولؐ خدا نے کہا: میری بات سچ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ قافلہ صبح طلوع آفتاب کے وقت یہاں پر پہنچے گا۔ ان کے آگے آگے ایک سفید رنگ کا اونٹ ہوگا اگلے دن وہ سارے کے سارے قافلے کے راستے پہنچ گئے اور انتظار

کرنے لگے، ایک دوسرے کہہ رہے تھے سورج طلوع ہونے والا ہے۔ لیکن قافلے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اسی دوران کاروان ظاہر ہوا جبکہ سورج بھی طلوع ہو چکا تھا اور ان کے آگے آگے سفید اونٹ بھی موجود تھا، انہوں نے اس کارواں سے رسول خداؐ کی بتائی ہوئی باتوں کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ فلاں مقام پر ہمارا اونٹ گم ہو گیا تھا اور جو پانی ہم نے ذخیرہ کیا ہوا تھا، جب دیکھا تو وہ بھی گرا ہوا تھا۔ لیکن اس معجزے سے بھی ان ہٹ دھرموں کی آنکھ نہ کھلی۔

جبرائیلؑ، براق اور معراج محمدؐ

ابن بابویہؒ اور علیؒ بن ابراہیمؒ نے حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ ایک رات میں ابطح میں سویا ہوا تھا۔ علیؑ میرے داہنے جانب اور جعفرؑ بائیں جانب اور جناب حمزہؑ میرے نزدیک تھے تا گاہ میں نے فرشتوں کے پروں کی آواز سنی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے جبرئیلؑ کس کے پاس ہم لوگ آئے ہیں جبرئیلؑ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا یہ ہیں وہ جو بہترین فرزندان آدمؑ ہیں اور ان کی داہنی جانب ان کے وصی، خلیفہ اور داماد ہیں اور وہ دوسرے ان کے چچا سید الشہدا ہیں اور وہ دوسرے جعفر ان کے چچازاد بھائی ہیں جن کو خدا دو رنگیں پر عطا فرمائے گا جن سے بہشت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں گے۔ خاموش رہو کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے کان اور دل خبردار رہتے ہیں۔ ان کی مثال بادشاہ کی سی ہے جو ایک مکان بناتا ہے اور اس میں طرح طرح کے کھانے چن دیتا ہے اور اپنے غلام کو اپنے دستر

خوان پر بلاتا ہے۔

حقیقت میں بادشاہ خداوندِ عالمین ہے اور وہ مکان دنیا ہے اور خوان نعمت خداوندِ عالم بہشت بے انتہا ہے اور خدا کی جانب سے دعوت دینے والے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو براق پر سوار کیا اور بیت المقدس کی جانب لے گئے اور پیغمبروںؑ کے محرابوں میں آنحضرتؐ کو ٹھہرایا حضرتؐ نے وہاں نماز پڑھی اور واپس آئے۔ راستہ میں قافلہ قریش کے پاس سے گزرے جو ٹھہرے ہوئے تھے اور ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں وہ سرگرداں تھے۔ ان کے قافلہ میں پانی سے بھرا ہوا برتن رکھا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے اس میں سے پانی پیا اور باقی ماندہ بہادیا۔ جب حضرت مکہ واپس آئے تو بیان کیا کہ آج رات میں بیت المقدس گیا تھا وہاں میں نے پیغمبروںؑ کے آثار اور منزلیں دیکھیں۔

واپسی میں قافلہ قریش کو دیکھا جو فلاں مقام پر منزل گزیں تھے۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ میں نے ان کے ظرف کا پانی پیا اور باقی سب گرادیا۔ ابوجہل نے لوگوں سے کہا پوچھو کہ بیت المقدس میں کتنے ستون ہیں کتنی قندیلیں ہیں تو خدا نے بیت المقدس آنحضرتؐ کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا کہ جو کچھ وہ پوچھتے تھے حضورؐ بتادیتے تھے پھر لوگوں نے کہا کہ قافلہ آجائے تو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا قافلہ طلوع آفتاب تک آئے گا اور سرخ بالوں والا اونٹ آگے ہوگا۔ دوسرے روز صبح کو اہل مکہ عقبہ کے پاس جمع ہوئے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی صداقت معلوم ہو۔ سورج نکلا تو قافلہ اسی نشان کے مطابق ظاہر ہوا جیسا

کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ قافلہ والوں نے جیسا کہ حضرتؐ نے ان کے متعلق فرمایا تھا بیان کیا لیکن اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد ان کی سرکشی اور ضلالت اور زیادہ ہوگئی۔ [1]

امام المسلمینؑ وامیر المومنینؑ

بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے مولا علیؑ سے ارشاد فرمایا: یا علیؑ! آپ امیر المسلمین، امیر المومنین اور سفید پیشانی والوں کے قائد، آپ سید الوصیین ہیں، اور سید النبیین کے اور میرے بعد اللہ کی ساری مخلوقات پر اللہ کی حجت ہیں۔ یا علیؑ! معراج کی رات جب مجھے ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک، پھر وہاں سے نور کے حجابوں تک لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت بخشی اور فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا: بیشک علیؑ میرے ولیوں کا امام ہے۔ میری اطاعت کرنے والوں کے لیے نور ہے اور وہ ایسا کلمہ ہے جس کو میں نے متقین پر لازم قرار دیا ہے۔ جو اس کی اطاعت کرے گا اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (اے محمد!) آپ اس فضیلت کی بشارت اس (علیؑ) کو دے دیں۔

مولا علیؑ نے فرمایا: یارسول اللہؐ مجھے میرا مقام بتائیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: ہاں یا علیؑ! پس آپ اللہ کا سر ہیں مولا علیؑ نے شکر کا سجدہ ادا کیا۔ پھر رسولؐ نے فرمایا: یا علیؑ! اپنا سر بلند کرو بیشک خدا آپ کی وجہ سے ملائکہ پر

---

[1] تفسیر قمی جلد ۱ صفحہ۔ ۴۰۴

فخر ومباہات کر رہا ہے۔ [۲]

نور کی نہر

ابن عباس سے مروی کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو ایک نہر تک پہنچایا جس کو نور کہتے ہیں جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ [۳]

اور کہا اس کو خدا کی برکت سے عبور کیجئے کیونکہ خدا نے آپ کی آنکھوں کو منور فرمایا اور آپ کے لیے راستہ کو کھول دیا ہے۔

یہ وہ نہر ہے جس سے کوئی نہیں گزرا نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی پیغمبرؑ مرسل البتہ میں اس نہر میں ایک مرتبہ ہر روز غوطہ لگاتا ہوں اور باہر آتا ہوں اور اپنے پروں کو جھاڑتا ہوں تو ہر قطرے سے جو میرے پروں سے گرتا ہے خداوند عالم ایک ملک مقرب خلق فرماتا ہے جس کے بیس ہزار منہ اور چار ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ وہ ہر زبان سے ایک لغت میں گفتگو کرتا ہے۔ جس کو سوائے اس زبان کے جاننے والے کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ پیغمبرؐ خدا اس نہر سے گزرے یہاں تک کہ حجابوں تک پہنچے جن کی تعداد پانچ سو تھی اور ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔

پھر جبرئیلؑ نے کہا یا حضرتؐ آگے تشریف لے جایئے۔

---

[۲] امالی صدوق۔ صفحہ مجلس 49-16

[۳] (پ ۷۔ آیت ۱۔ سورۃ الانعام)

حضرتؐ نے فرمایا: اے جبرئیل تم میرے ساتھ کیوں نہیں آتے؟
کہا میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

بروایت دیگر کہا کہ اگر ایک انگلی کی گرہ کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔ یہ سن کر حضرتؐ آگے روانہ ہوئے جہاں تک خدا کی مشیت تھی وہاں پہنچے تو خدا نے ان کو ندا دی کہ میں محمود ہوں اور تم محمد ہو۔ میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میرا جو بندہ تم سے ملحق ہوگا اور محبت کرے گا اور تمہارا تابع ہوگا میں اس کو دوست رکھوں گا اور اپنے لطف و کرم سے اس کو سرفراز کروں گا۔ اور جو تم سے قطع تعلق کرے گا میں اس سے اپنی رحمت قطع کروں گا۔ جاؤ میرے بندوں کے پاس اور میری بخشش و کرامت کی ان کو خبر دو اور میں نے کسی پیغمبرؑ کو مبعوث نہیں کیا مگر اس کے لیے ایک وزیر مقرر کیا ہے۔ اسی طرح تم میرے رسول ہو اور علیؑ تمہارے وزیر ہیں۔ [1]

ہدایت کا پرچم اور امام اولیاء

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ شب معراج خداوند کریم نے آنحضرتؐ کو ندا دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری پیغمبری کی مدت قریب اختتام ہے اور تمہاری عمر آخر ہے تم نے کسی کو اپنا جانشین اپنے بعد اپنی امت کی ہدایت کے لیے مقرر کیا؟

حضرتؐ نے عرض کی: پالنے والے میں نے تیری مخلوق کا امتحان لیا اور کسی بندہ کو تیری اطاعت کے بعد علیؑ سے زیادہ اپنا مطیع نہیں پایا۔

[1] امام صدوق مجلس نمبر 56۔ حدیث۔10 صفحہ۔290

خدا نے فرمایا کہ: وہ میرا بھی ایسا ہی مطیع ہے۔ اس کو آگاہ کردو کہ وہ میری راہ ہدایت کا نشان ہے اور میرے دوستوں کا پیشوا ہے، اور وہ ایک نور ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہاں سے میں واپس آیا اور ایک فرشتہ کے بازو پر بیٹھ کر سدرۃ المنتہیٰ سے ہوتا ہوا عرش تک آیا اور عرش کے پایہ سے لپٹ گیا۔ وہاں ایک ندا آئی کہ میں خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور کوئی معبود نہیں۔ میں ہر کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہوں۔ مومنوں کو اپنے عذاب سے امان دینے والا ہوں۔ میں احوال خلق کا نگراں اور شاہد ہوں۔ میں عزیز غالب اور جبار ہوں۔ بزرگی اور بڑائی میرے لیے مخصوص ہے۔ میں اپنی خلق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہوں۔

حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ظاہری آنکھوں سے نہیں۔ [۳]

میں نے دل سے دیکھا

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: میں نے جبرئیلؑ کے پروں پر سوار ہوا یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچا اور پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک وہاں جنۃ الماویٰ تھی، میں عرش کے پائے سے لپٹ گیا۔ پس عرش کی جانب سے مجھے ندا آئی۔

انی انا اللہ لا الہ الا انا اسلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر الروئوف الرحیم

---

[۳] امالی صدوق مجلس نمبر 72 حدیث 24 صفحہ 386

بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی نہیں امام ،السلام۔ مومن صالح، عزیز، جبار، مہتبر رؤف اور رحیم ہوں۔ رسولؐ نے فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ [1]

ہمارے شیعہ کون ہیں؟

امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا جو تین چیزوں کا انکار کرے وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے۔(۱) المعراج (۲)۔قبر میں سوالات (۳)۔شفاعت۔ [2]

فضائل علیؑ علیہ السلام

رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا شب معراج اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے بارے میں مجھ سے تین کلمات کا عہد لیا اللہ نے فرمایا یا محمدؐ!

میں نے کہا؟ لبیک اے میرے رب!

فرمایا: بیشک علی متقین کے امام ہیں سفید پیشانیوں والوں کے قائد اور یعسوب المومنین ہیں۔ [3]

رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: شب معراج جب مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا تو میرے رب نے مجھ سے گفتگو فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمدؐ!

میں نے کہا: لبیک اے میرے رب!

---

[1] احتجاج۔48

[2] امالی صدوق مجلس 49۔حدیث 5 صفحہ۔242

[3] امالی صدوق مجلس 72۔حدیث صفحہ۔385۔

فرمایا: بیشک علیؑ آپؐ کے بعد میرے مخلوق پر میری حجت ہے میرے اطاعت کرنے والوں کے امام ہیں۔جس نے انکی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی پس آپ ان کو اپنی امت کے لیے علم قرار دیں تا کہ آپؐ کے بعد وہ ان سے ہدایت حاصل کرتے رہیں۔ [14]

سلیمان جعفی نے امام جعفر صادق سے روایت نقل کی ہے ۔امامؑ نے ارشادفرمایا:جب رسول خدا معراج پر تشریف لے گئے اور جہاں خدا نے چاہا وہاں تک تشریف لے گئے اور پروردگار نے آپ کے ساتھ مناجات کیں۔ جب آپ چوتھے آسمان پر واپس آئے تو خدا کی طرف سے آواز آئی: اے محمدؐ! آپؐ نے عرض کی: لبیک میرے رب۔

خدا نے فرمایا: آپ نے اپنی امت میں سے کس کو چنا ہے تا کہ وہ آپؐ کے بعد آپ کا خلیفہ ہو؟

آپؐ نے عرض کی: میرے اللہ! میرے لیے کسی کا انتخاب فرما، کیونکہ اس کا اختیار صرف تیرے پاس ہے۔

آواز قدرت آئی اے محمد! میں نے تیرے لیے علیؑ کو چنا ہے کیونکہ علیؑ آپؐ کے لیے ہے۔ [15]

پھر زندگی بھر نہ ہنسے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: رسول خداؐ نے فرمایا: جب میں

---

[14] امالی صدوق مجلس 72۔حدیث 27 صفحہ۔387

[15] امالی شیخ صدوق مجلس۔86۔حدیث 16 صفحہ۔474

معراج پر گیا تو جس مخلوق کے قریب سے بھی گزرا ان کو خوش وخرم اور مسرور دیکھا۔ یہاں تک کہ میں ایک مخلوق خدا کے پاس سے گزرا اس کو خوش وخرم نہ پایا۔ میں نے حضرت جبرائیلؑ سے سوال کیا: اے جبرائیلؑ! میں جس مخلوق کے قریب سے بھی گزرا ہوں، اس کو خوش وخرم ومسرور پایا ہے سوائے اس مخلوق کے۔ یہ کون ہے؟

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ ملک خازن جہنم ہے، خدا نے اس کو اسی طرح خلق کیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اے جبرائیلؑ! اس سے کہو کہ میں دوزخ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

جبرائیلؑ نے اس فرشتے سے کہا: یہ محمدؐ رسول اللہ ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں تجھ سے سفارش کروں کہ دوزخ کا معائنہ کروائیں۔

پس اس نے جہنم کا ایک ڈھکنا اٹھایا جب سے میں نے اس کو دیکھا ہے اس کے بعد پوری زندگی ہنسا نہیں ہوں۔ [1]

اللہ نے کیا نداء دی

عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا اور ساتویں آسمان پر گیا اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک گیا۔ اور پھر سدرۃ المنتہیٰ سے نور کے حجابوں (پردے) تک لے جایا گیا۔ وہاں میرے رب جل جلالہ نے مجھے آواز دی: اے محمدؐ! آپ میرے بندے اور میں آپ کا رب ہوں آپ فقط میرے سامنے تواضع (انکساری) کرو اور فقط میری عبادت کرو اور میرے اوپر توکل کرو اور میرے اوپر ہی اعتماد کرو اور میں آپ سے

[1] امالی شیخ صدوق مجلس۔87۔حدیث۔6 صفحہ۔480

اس پر راضی ہوں اس پر کہ آپ میرے بندے میرے حبیب ورسول اور نبی ہیں اور آپ کا بھائی علیؑ کے خلیفہ اور باب ہونے کو میں پسند کرتا ہوں۔ پس علیؑ میرے بندوں پر میری طرف سے حجت اور میری مخلوق کا امام ان کے سبب میرے دوستوں کو میرے دشمنوں سے پہچانا جائے گا۔ اور ان کے سبب ہی شیطانی جماعت کو میری جماعت سے الگ پہچانا جائے گا۔ اور ان کی وجہ سے میرا دین قائم رہے گا۔ اور میری حدود کی حفاظت ہوگی۔ اور میرے احکام نافذ ہوں گے آپ کے اور ان کے اور ان کی اولاد میں سے دوسرے آئمہؑ کے سبب میں اپنے بندوں اور کنیزوں پر رحم کروں گا اور تم میں سے جو القائمؑ (یعنی امام زمانہ) ہیں ان کی وجہ سے میں اپنی زمین کو اپنی تسبیح، تہلیل، تقدس، اپنی تکبیر اور تمجید کے لیے آباد رکھوں گا اور ان کے سبب زمین اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور اس زمین کو اپنے اولیاء کی میراث قرار دوں گا اور ان کے سبب کفر کے کلمہ کو پست اور اپنے کلمہ کو بلند کروں گا اور ان کے سبب اپنے بندوں اور اپنے شہروں کو زندہ و آباد رکھوں گا اور ان کے لیے اپنے تمام خزائن اور ذخیروں کو ظاہر کروں گا اور انکو اپنے ارادہ سے تمام اسرار اور رموز سے آگاہ کروں اور اپنے فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد کروں گا تاکہ میرے احکام کے نفاذ میں ان کی مدد کریں اور تائید کریں اور میرے دین کا اعلان ان سے ہی ہوگا۔ وہ میرے حقیقی ولی ہے وہ میرے بندوں کو سچائی کے ساتھ ہدایت کریں گے۔ [۴]

---

[۴] امالی شیخ صدوق مجلس۔92۔حدیث۔4 صفحہ۔504

یاقوت احمر کا محل

امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا:

معراج کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے یاقوت سرخ سے بنا ہوا ایک محل دیکھا جس کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ نورانی تھا میں نے کہا: اے جبرئیلؑ یہ محل کس کا ہے؟

انہوں نے کہا: یہ اس کے لیے جس کی کلام پاک ہے جو ہمیشہ روزے سے رہتا ہے، کھانا کھلاتا ہے اور جب سارے لوگ سوتے ہیں تو وہ نماز تہجد بجالاتا ہے۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسولؐ اللہ! آپ کی امت میں اتنی طاقت کس میں ہے؟

رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا:

کیا آپ پاک کلام کو نہیں جانتے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا: پاک کلام یہ ہے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر. [1]

---

[1] (بقیہ-103-اصل کتاب)

امالی طوسی-450-مجلس-16-حدیث-1024

علیؑ کے حق میں وحی

عبداللہ بن اسعد بن زراہ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: شب معراج میرے رب نے مجھے علیؑ کے بارے میں تین چیزوں کی وحی فرمائی۔

(۱) بیشک وہ امام المتقین ہیں۔

(۲) مومنین کے سردار ہیں۔

(۳) سفید پیشانیوں والوں کے قائد ہیں۔ [۲]

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی طرف سیر کرائی گئی تو میرے رب نے مجھ سے علیؑ کے بارے میں تین کلمات کا عہد کیا فرمایا: یا محمدؐ!

میں نے کہا: لبیک! میرے رب!

فرمایا: (۱)۔ بیشک علیؑ امام المتقین ہیں۔ (۲)۔ سفید پیشانی والوں کے قائد۔ (۳) یعسوب المومنین ہیں۔ [۳]

چھٹے آسمان پر نماز پڑھانا

اصبغ بن نباتہ نے محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ جب ان کے سامنے اذان کے متعلق تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے موقع پر آسمان کی جانب سفر میں تھے اور چھٹے آسمان کے قریب پہنچے والے تھے اس وقت

---

[۲] الخصال باب الثلاثہ۔ حدیث۔ 94 صفحہ۔ 116

[۳] امالی صدوق مجلس 89۔ حدیث۔ 9 صفحہ۔ 491

ساتویں آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا کہ جو اس سے پہلے کبھی بھی نازل نہیں ہوا تھا اس نے کہا:

اللہ اکبر، اللہ اکبر

پس اس وقت اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: میں ایسا ہی ہوں۔ پھر اس فرشتے نے کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔

تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں ایسا ہوں، کوئی معبود نہیں ہے سوائے میرے۔

پھر فرشتے نے کہا:

اشھد ان محمدا رسول اللہ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: میرے بندے اور میرے امین ہیں میری مخلوقات پر، میں نے ان کا انتخاب کیا ہے اپنے بندوں پر اپنی رسالات کے سلسلے میں۔ پھر فرشتے نے کہا:

حی علی الصلاۃ۔

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: میں نے اس نماز کو اپنے بندے پر فرض کر دیا ہے اور میں نے اس کو اپنے حق میں (ان کے اوپر قرض کی مانند) ایک ذمہ داری کے طور پر قرار دیا ہے۔

پھر فرشتے نے کہا:

حی علی الفلاح۔

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: فلاح و کامیابی ہے اس کے لیے جو نماز کی جانب چل پڑا اور میری رضا کے حصول کے لیے اس پر کاربند رہا۔

پھر فرشتے نے کہا:

حی علی خیر العمل۔

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: میرے نزدیک یہ نماز سب سے افضل عمل ہے اور سب سے زیادہ پاکیزہ عمل ہے۔

پھر فرشتے نے کہا:

قد قامت الصلاۃ۔

پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور اہل آسمان کی امامت کی، پس اسی دن سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف و منزلت اپنے کمال کو پہنچا۔ [1]

کامیاب ہونے والا

حفص بن بختری نے امام جعفر صادقؑ سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول خداؐ معراج پر تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہوا تو جبرئیلؑ نے اذان کہی، جب انہوں نے کہا:

اللہ اکبر تو فرشتوں نے بھی کہا:

---

[1] معانی الاخبار۔ صفحہ۔ 42

اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

جب انہوں نے کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ۔

تو فرشتوں نے بھی گواہی دی، جب انہوں نے کہا:

اشھد ان محمد رسول اللہ

تو فرشتوں نے بھی گواہی دی۔

جبرئیلؑ نے کہا:

حی علی الصلوۃ

تو فرشتوں نے بھی یہ جملے کہے۔ اور جب جبرئیلؑ نے کہا:

حی علی الفلاح۔

تو فرشتوں نے کہا: فلاح پا گیا وہ جس نے آپ کی پیروی کی۔ [1]

تمام اہل ایمان سے علیؑ کا ایمان وزنی

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: شب معراج میں نے ایسی چیز دیکھی جس کی اصل سفید چاندی کی تھی اس کا درمیانی حصہ یاقوت کا تھا اور اس کی اوپر والی جگہ سرخ سونے کی تھی۔

میں نے کہا: اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا: یہ آپ کا دین ہے جو سفید اور واضح ہے۔

---

[1] معانی الاخبار۔ صفحہ۔ 378۔ تفسیر عیاشی جلد۔ 2۔ حدیث۔ 9۔ صفحہ۔ 301

آپؐ نے پوچھا: یہ درمیان میں کیا ہے؟

جبرئیلؑ نے کہا: یہ جہاد ہے۔

آپؐ نے پوچھا: یہ سرخ سونے سے مراد کیا ہے؟

جبرئیلؑ نے عرض کی: یہ ہجرت ہے اس کی وجہ سے علیؑ کا ایمان تمام اہل ایمان پر بھاری ہے۔ [۳]

افضل مخلوق

بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ کا بیان ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خالق کون ومکان نے مجھ سے افضل کسی کو نہیں پیدا کیا جو اس کے نزدیک مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ بہتر ہیں یا جبرئیلؑ؟

حضرتؐ نے فرمایا: یا علیؑ! یقیناً خدا نے پیغمبرانِ مرسل کو مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام پیغمبرؑوں پر فضیلت دی ہے پھر تم کو اور تمہارے بعد اماموں کو فرشتوں اور تمام خلائق پر فضیلت بخشی ہے۔ بیشک فرشتے ہمارے خادم ہیں۔

اے علیؑ حاملانِ عرش اور اس کے گرد جو فرشتے ہیں اپنے پروردگار کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں جو تمہاری ولایت پر ایمان لائے ہیں۔

اے علیؑ اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو خدا آدمؑ کو نہ پیدا کرتا نہ حوّاؑ کو، نہ بہشت کو

---

[۳] معانی الاخبار-113

نہ دوزخ کو نہ آسمان وزمین کو اور ہم فرشتوں سے کیونکہ نہ بہتر ہوتے حالانکہ ہم نے اپنے پروردگار کی تسبیح وتقدس وتہلیل میں ان پر سبقت حاصل کی ہے۔ اس لئے کہ سب سے پہلے خدا نے جو خلق فرمایا وہ ہماری روحیں تھیں۔ اور اس نے اپنی توحید وتحمید کے ساتھ ہم کو گویا کیا پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب انہوں نے روحوں کو ایک نور کے ساتھ دیکھا اور ہمارے نور کی عظمت کو مشاہدہ کیا تو ہمارے انوار کو بہت عظیم سمجھا۔ میں نے سبحان اللہ کہا تا کہ فرشتے سمجھیں ہم مخلوق، خدا کے بندے اور پروردہ ہیں اور خداوندِ عالم صفات اور تمام مخلوق سے بلند و پاک ہے۔ تو فرشتوں نے ہماری تسبیح سے تسبیح سیکھی اور خدا کو صفات سے پاک ومنزہ سمجھا اور جب ہماری عظمت اور شان کو دیکھا تو ہم نے لا الہ الا اللہ کہا تا کہ فرشتے سمجھیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں۔ اور ہم کو اس کی خدائی میں شرکت نہیں ہے اور سوائے اس کے کوئی عبادت و پرستش کے قابل نہیں ہے۔ جب فرشتوں کو ہماری بڑائی اور بزرگی کا احساس ہوا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تا کہ وہ سمجھیں کہ خدا اس سے بھی بہت بڑا ہے جو دنیا میں بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے اور تمام بڑائی اور طاقت وقدرت خدا ہی کے لیے مخصوص ہے۔ پھر ہم نے کہا:

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

تو فرشتوں نے سمجھا کہ خدا نے ہماری اطاعت تمام مخلوق پر واجب کی ہے اور الحمد للہ کہا۔ غرض کہ فرشتوں نے ہماری برکت سے ہدایت پائی اور خدا کی توحید و تسبیح وتہلیل وتمجید کو سمجھا۔ پھر خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہمارے نور کو ان کے صلب میں سپرد کیا اور فرشتوں کو ہماری تعظیم وتکریم کے لیے سجدہ کا حکم دیا۔ ان کا

سجدہ خدا کی بندگی تھا اور آدمؑ کے احترام واکرام کے سبب سے تھا اس لیے کہ ہم ان کے صلب میں تھے۔ پھر ہم فرشتوں سے کیونکر افضل نہ ہوں حالانکہ انہوں نے آدمؑ کے سامنے سجدہ کیا اور جب مجھ کو آسمان پر لے گئے۔

جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی اور مجھ سے دو مرتبہ کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ کے امامت کیجئے۔

میں نے کہا اے جبرئیلؑ کیا میں تم پر سبقت کروں۔ وہ بولے ہاں اس لئے کہ خداوندِ عالم نے تمام پیغمبرؑوں کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے۔ غرض میں آگے کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی لیکن یہ بات فخر کے سبب سے نہیں کہتا ہوں۔ پھر وہاں سے حجابہائے نور تک پہنچا تو جبرئیلؑ نے کہا یارسولؐ اللہ اب آپ آگے جایئے اور وہ خود وہیں ٹھہر گئے۔ میں نے کہا ایسے مقام پر مجھ سے علیحدہ ہوتے ہو۔

وہ بولے یارسول اللہ یہ وہ مقام ہے جہاں تک خدا نے میرے لئے مقرر کیا ہے۔ اگر یہاں سے ذرا بھی آگے بڑھوں تو میرے بال و پر جل جائیں گے۔ غرض میں دریائے نور میں ڈال دیا گیا اور میں انوار الٰہی کے سمندروں میں تیرنے لگا یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچا جہاں تک کہ خدا چاہتا تھا۔ پھر جانب اعلیٰ سے مجھے ندا آئی یا محمدؐ میں نے عرض کی لبیک وسعدیک، اے میرے پروردگا۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ تم میرے بندے ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ میری عبادکرو مجھ پر بھروسہ کرو بیشک تم میرے بندوں میں میرے نور ہو، میری مخلوق میں میرے رسول ہو، میرے بندوں پر میری حجت ہو اور ہر اس شخص کے لیے میں نے بہشت خلق کی ہے جو تمہاری فرمابرداری کرے اور جو

تمہاری مخالفت کرے گا اس کے واسطے جہنم کی آگ تیار ہے اور تمہارے اوصیاؑ کے لیے اپنی بخشش وکرامت واجب کرار دی ہے اور ان کے شیعوں کے واسطے ثوابات واجب قرار دیئے ہیں۔

فرمایا کہ تمہارے اوصیا وہ لوگ ہیں جن کے نام میرے ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔

میں نے نظر کی تو ساق عرش پر بارہ نور دیکھے ہر نور میں ایک سبز سطر دیکھی جن میں میرے ہر ایک وصی کا نام لکھا تھا۔ جن میں سب سے پہلے علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام اور سب سے آخر مہدیؑ ہیں۔

میں نے پوچھا پالنے والے کیا یہی میرے بعد میرے وصی ہوں گے؟ ارشاد رب العزت ہوا ہاں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے بعد میرے بندوں پر یہ لوگ میرے دوست، اوصیا برگزیدہ اور میری حجت ہیں اور یہی لوگ تمہارے وصی اور خلیفہ ہیں اور تمہارے بعد بہترین خلق ہیں۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ اپنے دین کو ان کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا اور اپنی باتیں ان کے ذریعہ سے بلند کروں گا اور ان کے آخر کے ذریعہ زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور تمام روئے زمین کو ان کے قبضہ اور تصرف میں دے دوں گا۔ ہوا کو ان کا مسخر قرار دوں گا اور سخت بادل کو ان کا مطیع بناؤں گا تا کہ وہ اس پر سوار ہو کر آسمان وزمین میں جہاں چاہے آئیں جائیں اور اپنے لشکروں سے ان کی مدد کروں گا اور اپنے فرشتوں سے ان کو تقویت پہنچاؤں گا یہاں کہ میری دعوت بلند ہو اور تمام خلق میری یگانہ پرستی پر جمع ہو اور اپنے دوستوں میں سے ایک کے بعد دوسرے کو قیامت تک اپنے

دین کا پیشوا بناؤں گا۔ غرض ان کی بادشاہی دائم اور جاری رہے گی۔ [۱]

خدا اور وصف

بسند معتبر روایت ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے حضرت امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ آیا خدا کی نسبت کسی مکان و مقام سے دی جاسکتی ہے اور اس کے لیے کوئی مکان اور جگہ ہوسکتی ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا: کہ خدا اس سے بلند تر اور پاک ہے اس سے کہ اس کے لیے کوئی مکان ہو۔

تو ابوحمزہ نے کہا: پھر خدا آنحضرتؐ کو کیوں آسمان پر لے گیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: اس لیے کہ ان کو ملکوت آسمان اور جو کچھ آسمانوں میں عجائب اور اس کی صنعتیں ہیں دکھلائے۔

تو ابوحمزہ نے کہا:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝۹۔ [۲]

کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور حق تعالیٰ کے حجابوں سے نزدیک ہوئے اور ملکوت آسمان کو دیکھا، پھر زمین کی جانب نگاہ کی اور ملکوت زمین پر نظر کی اور ہر شے کو وہاں سے مشاہدہ فرمایا: چنانچہ حضرتؐ نے گمان کیا کہ زمین ان سے اس قدر قریب ہے کہ جیسے آپس میں کمان کے

---

[۱] عیون اخبار الرضا جلد ا۔ باب 26 حدیث۔ 22۔ صفحہ۔ 237

علل الشرائع جلد 1 باب۔ 7۔ حدیث 1۔ صفحہ۔ 15

[۲] (پ 27۔ سورۃ النجم۔ آیت 9)

دوسرے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔[1]

نمازوں کا بیان

ابوالحسن ازدی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے نمازوں میں تخفیف کی تو پانچ نمازیں ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی طرف وحی نازل کی: اے محمدؐ پچاس نمازوں کے بدلے پانچ نمازیں ہیں۔[2]

اللہ تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہے

بسند ہائے صحیح روایت ہے کہ یونس نے جناب امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خداوندِ عالم کس سبب سے اپنے پیغمبرؐ کو آسمان پر اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گیا پھر وہاں سے حجابہائے نور تک لے گیا اور ان سے راز کی باتیں کیں اور ان سے خطابات کئے حالانکہ خدا کے لیے کوئی مکان ومقام مخصوص نہیں ہے؟۔

حضرتؑ نے فرمایا: بیشک خدا کے لیے مکان اور کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ اس کے لیے تمام جگہ یکساں ہے۔ اور اس پر زمانہ جاری نہیں ہوتا لیکن خدا نے چاہا کہ ملائکہ اور آسمان کے ساکنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ جمال سے مشرف اور معزز فرمائے اور آنحضرتؐ کو اپنے چند عظیم عجائبات دکھائے تا کہ آنحضرتؐ

---

[1] علل الشرائع جلد 1 باب 112 حدیث 1 صفحہ۔159

[2] الخصال باب الخمسہ۔حدیث۔7-270

واپس آ کر اہل زمین کو اس سے آگاہ کریں اور ان کا ایمان زیادہ ہو۔ یہ بات نہ تھی کہ خدا آسمان پر ہے اور اس لیے حضرتؐ کو بلایا تھا جیسا کہ شک کرنے والے کہتے ہیں۔ خدا اس سے پاک و منزہ ہے جو وہ لوگ کہتے ہیں۔ [3]

پچاس نمازیں

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علیؑ بن الحسینؑ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علیؑ زین العابدین سے سوال کیا کہ جب جد بزرگوار حضرت سرور کائناتؐ معراج میں تشریف لے اور خدا نے پچاس نمازیں آپ کی امت پر واجب فرمائیں تو حضرتؐ خود کیوں نہ خدا سے کمی کی درخواست کی، جب جناب موسیٰؑ نے کہا کہ خدا سے سوال کیجئے اور حضرتؐ واپس گئے اور خدا سے کمی کی التجا کی؟

امامؑ نے فرمایا: اے فرزند! پیغمبرؐ خدا نے یہ خلاف ادب سمجھا کہ جس چیز کی خدا نے ان کو اور ان کی امت کو تکلیف دی آنحضرتؐ پہلے ہی رد کر دیتے لیکن جب جناب موسیٰؑ جیسے عظیم الشان پیغمبرؑ نے آنحضرتؐ کی امت کی سفارش کی تو آنحضرت نے انکار کرنا جائز نہ سمجھا۔ اس لیے بار بار واپس گئے اور شفاعت کی یہاں کہ پانچ نمازیں واجب ہوئی۔

زید نے کہا: پدر بزرگوار جب پانچ نمازوں کے بارے میں بھی موسیٰؑ نے تخفیف کی خواہش کے لیے حضرتؐ کو واپس جانے کے واسطے کہا تو کیوں نہ حضرتؐ نے منظور کیا۔

---

[3] علل الشرائع جلد ا باب 112 حدیث۔2 صفحہ۔160

امامؑ نے فرمایا اے فرزند! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ تخفیف امت کے لیے ہو جائے اور ان کا ثواب بھی کم نہ ہو بلکہ پچاس نمازوں کا ثواب باقی رہے اگر پانچ نمازوں سے بھی کم واجب ہوتیں تو پچاس نمازوں کا ثواب نہ ملتا۔ اس لیے کہ خدا فرماتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ [1]

جو شخص ایک نیکی عمل میں لائے تو اس کے لئے اس کا دس گناہ اجر ہے۔

لہٰذا جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تشریف لائے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرتؐ خلاق عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔ میرے قول میں تغیر نہیں ہوتا ہے اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

جناب زید بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے بابا سے کہا کہ اے بابا جان کیا اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ اس کو کسی مکان کے ساتھ موصوف نہیں کیا جا سکتا؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔

میں نے کہا: پھر حضرت موسیٰؑ کے اس قول کا کیا مطلب ہے جو انہوں نے سرکار دو عالمؐ سے کہا تھا کہ (اے محمدؐ) اپنے رب کی طرف واپس جائیں امامؑ نے فرمایا: اس کا معنی وہی ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے قول کا معنی ہے کہ انہوں نے فرمایا: انی ذاھب الی ربی سیھدین۔ (صافات۔ 99)

---

[1] (پ ۸۔ سورۃ انعام۔ آیت ۱۶۰)

اور حضرت موسیٰؑ نے بھی کہا تھا۔

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾۔ [۲]

(موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کیا: وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں اور میں نے (غلبۂ شوق و محبت میں) تیرے حضور پہنچنے میں جلدی کی ہے اے میرے رب! تاکہ تو راضی ہو جائے،

اللہ تعالیٰ نے بھی کہا ہے:

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۔ [۳]

پس تم اللہ کی طرف دوڑ چلو، بیشک میں اُس کی طرف سے تمہیں کھلا ڈر سنانے والا ہوں،

اس کا معنی ہے کہ اللہ کے گھر کا حج بجالاؤ۔ اے بیٹا! بیشک کعبہ اللہ کا گھر ہے جس نے بھی اس کے گھر کا حج ادا کیا اس نے اللہ کا قصد کیا اور مساجد بھی اللہ کے گھر میں سے ہیں جس نے ان کی طرف پیش قدمی کی اس نے اللہ کی طرف قدم بڑھایا اور اللہ کا قصد کیا اور نمازی جب تک نماز میں رہتا ہے اس وقت وہ اللہ کے سامنے ہوتا ہے۔ اہل عرفات بھی اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ [۴]

---

[۲] (طٰہٰ-84)

[۳] (ذاریات-50)

[۴] توحید-صفحہ 176-امالی صدوق مجلس 76-حدیث-6 صفحہ-371

علل الشرائع جلد 1-باب-113 حدیث-صفحہ-160

ایک سوال کا جواب:

سید مرتضیٰ نے مذکورہ حدیث پر اشکالات کے جواب میں۔

فرماتے ہیں۔ یہ روایت خبر واحد ہے جو موجب علم نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہے۔

بتولؑ سے محبت

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جبکہ آنحضرت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو گود میں بٹھائے ہوئے پیار کررہے تھے کہ جناب عائشہ آگئیں اور بولیں اس قدر زیادتی محبت کا کیا سبب ہے؟۔

حضرتؐ نے فرمایا: اے عائشہ! جب میں شب معراج چوتھے آسمان پر پہنچا۔ جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی۔ پھر میری اقتدا میں تمام اہل آسمان نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے اپنی داہنی جانب نظر کی تو جناب ابراہیمؑ کو بہشت کے ایک باغ میں دیکھا جن کو فرشتے اپنے حلقہ میں لیے ہوئے تھے۔ اور جب میں چھٹے آسمان پر پہنچا تو مجھے ندا آئی کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ہیں ابراہیمؑ اور کیا اچھے بھائی ہیں تمہارے علیؑ بن ابی طالبؑ پھر حجابہائے عظمت وجلال تک پہنچا۔ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کردیا۔ وہاں میں نے نور کا ایک درخت دیکھا جس کے نیچے دو فرشتے حلے اور زیور ایک دوسرے پر تہہ کررہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا درخت ہے انہوں نے کہا آپ کے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کا اور یہ دونوں فرشتے ان کے واسطے

حلے اور زیورات تہہ کر رہے ہیں اور قیامت تک اسی طرح جمع کرتے رہیں گے۔ میں اور آگے بڑھا تو کچھ رطب میرے لیے لائے گئے جو مسکہ سے زیادہ نرم، مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیریں تھے۔

میں نے ان میں سے ایک رطب لے کر کھایا، وہ میری پشت میں نطفہ بنا۔ جب میں زمین پر واپس آیا خدیجہؑ سے مقاربت کی اور وہ فاطمہؑ سے حاملہ ہوئیں۔ تو فاطمہؑ بصورت انسان حوریہ ہیں۔ جب میں بہشت کا مشتاق ہوتا ہوں تو اس کے بوسے لیتا ہوں اور سونگھتا ہوں کیونکہ وہ بہشت کی خوشبو ہے اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ جس وقت میں اس کو سونگھتا ہوں۔ درخت طوبیٰ کی خوشبوں اس سے آتی ہے۔ [1]

عورتوں کو عذاب میں دیکھ کر رو پڑے

اسی طرح بسند معتبر امام زادہ عبدالعظیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک روز میں اور فاطمہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرتؐ اس وقت رو رہے تھے۔ میں نے عرض کی: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا:

اے علیؑ! جس رات مجھے آسمان پر لے گئے میں نے اپنی امت میں چند عورتوں کو نہایت سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ یہی سبب ہے کہ میں رو رہا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کو اس کے بالوں سے لٹکایا

---

[1] علل الشرائع جلد 1۔ باب 147۔ حدیث 2 صفحہ 218

گیا ہے۔ ایک عورت اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی، ایک عورت اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹ رہی تھی اور آگ اس کے نیچے بھڑک رہی تھی۔ ایک عورت کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور سانپ بچھو اس کو لپٹے ہوئے تھے۔ ایک عورت آگ کے صندوق میں اندھی بہری آگ سے لال ہو رہی تھی اس کے سر کا مغز پگھل پگھل کر باہر نکل رہا تھا اور اس کا بدن کٹ کٹ کر گر رہا تھا۔ ایک عورت پیروں سے آگ کے تنور میں اُلٹی لٹکی ہوئی تھی جس کے جسم کو آگے اور پیچھے سے آگ کی قینچیوں سے کاٹ رہے تھے۔

ایک عورت کے ہاتھ اور منہ جلائے جا رہے تھے وہ اپنی آنتیں کھا رہی تھی۔ ایک عورت کو دیکھا جس کا چہرہ سور کے مانند اور جسم گدھے کی طرح ہو گیا تھا۔ اس پر ہزاروں طرح کے عذاب ہو رہے تھے۔ ایک عورت کی صورت کتے کے مانند تھی اور آگ اس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جا رہی تھی جو اس کے منہ سے باہر نکل رہی تھی اور فرشتے اس کے سر اور جسم کو لوہے کے گرز سے کوٹ رہے تھے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے عرض کی بابا جان ان عورتوں کے اعمال اور ان کے کردار کیا تھے کہ حق تعالیٰ نے ان پر ایسے ایسے عذاب مسلط فرمائے۔

حضرتؐ نے فرمایا: پارہ جگر وہ عورت جو اپنے سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے بال مردوں سے نہیں چھپاتی تھی اور وہ جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر سے بدزبانی کیا کرتی تھی اور اس کو آزار پہنچاتی تھی۔ اور جو اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو مقاربت سے مانع ہوتی تھی۔ جو عورت پیروں سے الٹی لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی۔

اور جو عورت اپنا گوشت کھا رہی تھی وہ نامحرموں کے لیے آراستہ ہو

کر جاتی تھی اور اپنے جسم کو نجاست سے پاک نہیں رکھتی تھی اور نماز کو معمولی اور سبک سمجھتی تھی۔ اور وہ اندھی اور بہری اور آگ سے لال عورت زنا کے ذریعہ لڑکا جنتی اور اپنے شوہر کے سر تھوپ دیتی تھی۔

جس عورت کے جسم قینچی سے کاٹے جا رہے تھے وہ اپنے کو غیر مردوں کو دکھاتی تھی تاکہ وہ اس کی طرف رغبت کریں اور جس عورت کا جسم اور منہ جلایا جا رہا تھا اور وہ اپنے پاخانے پیشاب کو کھا رہی تھی وہ دلالہ تھی کہ مردوں اور عورتوں کو حرام کے لیے ایک دوسرے کے پاس اکٹھا کرتی تھی۔ جس عورت کا سر سور اور بدن گدھے کا ہو گیا تھا وہ لوگوں کی بات گرفت کرتی اور جھوٹ بولتی تھی۔ جو کتے کی صورت کی تھی اور آگ اس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جاتی تھی وہ بہت سونے والی اور بات بات پر آنسو بہانے والی اور حسد کرنے والی تھی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا تف ہے اس عورت پر جو اپنے شوہر کو غصہ دلائے اور رحمت نازل ہو اس عورت پر جو اپنے شوہر کو راضی رکھے۔ [1]

بیٹیوں کی پریشانی

بسند معتبر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ نے اپنے اصحاب سے اپنے کسی دوست کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ حضرتؑ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے وہ مرنے کے قریب تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اپنے پروردگار کے بارے میں اپنا گمان نیک رکھ۔ اس نے کہا نیک گمان رکھتا ہوں مگر مجھے لڑکیوں کا غم ہے۔

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ جلد 2۔ باب 30۔ حدیث 24 صفحہ 10

حضرتؑ نے فرمایا جس سے تو اپنی نیکیوں کے اضافہ اور اپنے گناہوں کے محو کرنے کی امید رکھتا ہے۔ اپنی لڑکیوں کے اصلاح حال کی امید بھی رکھ۔ شاید تو نے نہیں سنا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا اس کی بعض شاخوں کو پستانوں کے مانند لٹکی ہوئی دیکھا جن میں سے بعض میں سے دودھ بعض میں سے شہد اور بعض میں سے روغن بہہ رہا تھا اور بعض سے سفید گیہوں کے آٹے کے مانند۔ بعض سے کپڑے اور بعض سے بیر کے مانند پھل نکل رہے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ چیزیں کس کے استعمال کے لیے ہیں چونکہ جبرئیلؑ میرے ساتھ نہ تھے کہ میں ان سے پوچھتا وہ اپنے درجہ پر ٹھہر گئے تھے اور میں ان سے بلند ہو گیا لہٰذا خدا کی جانب سے مجھے آواز آئی کہ اے محمدؐ یہ سب تمہاری امت کے لڑکوں اور لڑکیوں کی غذائیں ہیں۔ لہٰذا لڑکیوں کے ان پدروں کو آگاہ کر دو جو اپنی لڑکیوں کی پشانیوں کے لیے دل تنگ کیئے ہیں کہ جس طرح ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اسی طرح ان کی روزی دینے والا بھی ہوں۔ [1]

موت کا فرشتہ

معتبر سندوں کے ساتھ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ شب معراج میں نے تیسرے آسمان پر ایک شخص کو دیکھا جو بیٹھا ہوا ہے اور اس کا ایک پیر مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے۔ ایک لوح اس کے ہاتھ میں ہے جس کو دیکھ رہا ہے اور سر ہلاتا جاتا ہے۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیلؑ یہ

---

[1] عیون اخبار الرضا جلد 2۔ باب۔ 30۔ حدیث۔ 7۔ صفحہ۔ 6

کون ہے۔ کہا یہ ملک الموتؑ ہیں۔ [۲]

فرشتہ علیؑ کی صورت

بسند معتبر حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے شب معراج ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نور کی ایک تلوار تھی، جس کو وہ گھما پھرا رہا تھا جس طرح امیر المومنینؑ جنگ میں ذوالفقار کو حرکت دیا کرتے تھے۔ میں نے کہا پالنے والے کیا یہ میرے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

خداوندِ عالم کی جانب سے آواز آئی اے محمدؐ! یہ ایک فرشتہ ہے جس کو میں نے علیؑ کی صورت پر پیدا کیا ہے تا کہ وہ عرش کے درمیان میری عبادت کرے جس کا ثواب قیامت تک علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیے ہے۔ [۳]

میثاق

محمد بن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبداللہ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن حسین بن ابی خطاب و یعقوب بن یزید و محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے صباح مزنی و سدیر صیرفی و محمد بن نعمان احوال و عمر بن اذینہ سے اور ان سب نے روایت کی حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ لوگ آپ علیہ السلام کی

---

[۲] عیون اخبار الرضاؑ۔ جلد 2 باب۔31۔ حدیث 48 صفحہ۔35

[۳] عیون اخبار الرضاؑ جلد 2۔ باب 35۔ حدیث 15 صفحہ۔139

خدمت میں حاضر تھے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے عمر بن اذینہ یہ ناصبی لوگ اپنی اذان ونماز کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب انصاری نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہ خدا کی قسم! یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بلند وبالا ہے اس بات سے کہ کوئی شخص اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کے بعد امامؑ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سنو! خدائے عزیز وجبار اپنے نبیؐ کو سات آسمانوں کی بلندیوں کی طرف لے گیا پہلے آسمانوں میں ان پر اپنی برکتیں نازل کیں، دوسرے آسمان میں ان کو ان کے فرائض کی تعلیم دی (اور جب انہیں ہیں معراج پر بلانے کا ارادہ کیا تو) خدا نے عزیز وجبار نے نور کی ایک محمل نازل فرمائی جس میں نور کے اقسام میں سے چالیس (۴۰) قسم کے ایسے نور تھے جو عرش کے اطراف حلقہ کئے ہوئے تھے اور جنہیں دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھی۔ ان میں سے ایک نور زرد تھا اور زرد رنگ میں جو یہ زردی ہے اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک سرخ نور تھا اور سرخ رنگ میں یہ سرخی اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک نور سفید تھا اور سفید رنگ میں یہ سفیدی اسی کی وجہ سے ہے۔ باقی اور بھی قسم کے انوار تھے جو اللہ نے پیدا کئے ہیں اس محمل میں چاندی کے قلابے اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں بیٹھے اور آسمان کی طرف بلند ہوئے۔ ملائکہ نے آتے ہوئے دیکھا تو آسمان کے اطراف بھاگے اور سجدے میں گر پڑے اور بولے:

سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح

یہ نور ہمارے رب کے نور سے کس قدر مشابہ ہے تو جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ یہ سن کر ملائکہ ٹھہر گئے۔

آسمان کے دروازے کھول دیے اور تمام ملائکہ جمع ہو گئے اور گروہ در گروہ آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور پوچھا: کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی کیسے ہیں؟۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخیر ہیں۔

ملائکہ نے کہا اچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس جائیں تو انہیں ہمارا سلام کہہ دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ان کو جانتے ہو؟

ملائکہ نے کہا: ہم لوگ ان کو کیوں نہیں جانیں گے اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اور ان کے متعلق ہم لوگوں سے عہد و پیمان لیا ہے۔

اور ہم لوگ مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس محمل میں چالیس (۴۰) اقسام کے نور کا مزید اضافہ فرمادیا جو پہلے چالیس (۴۰) قسم کے نوروں میں سے کسی ایک سے بھی مشابہہ نہ تھے۔

اس محمل میں کچھ قلابوں اور زنجیروں کا بھی اضافہ کردیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعہ دوسرے آسمان کی طرف بلند ہوئے اور جب دوسرے آسمان کے دروازے کے قریب پہنچے تو وہاں کے فرشتے بھاگ کر آسمان کے اطراف میں چلے گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے۔

سبوح قدوس رب الملائکة والروح۔

یہ نور ہمارے رب کے نور سے کس قدر مشابہ ہے پس جبرئیل علیہ السلام کہا:

اشھد ان الا الہ اللہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔

یہ سن کر ملائکہ پھر سے مجتمع ہو گئے اور آسمان کے دروازے کھول دیتے اور بولے۔ اے جبرئیلؑ علیہ السلام تمہارے ساتھ یہ کون ہیں انہوں نے جواب دیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ملائکہ نے پوچھا کیا یہ مبعوث ہو گئے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آئے مجھے سلام کیا اور کہا اپنے بھائی کو ہم لوگوں کا سلام کہیے گا۔ تو میں نے پوچھا کیا تم لوگ ان کو جانتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ ان کو کیونکر نہ جانیں گے اللہ نے ہم لوگوں سے عہد و پیمان لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اور ان کے متعلق اور ان کے شیعوں کے متعلق جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور ہم لوگ ان کے شیعوں کے چہرے کو دن میں پانچ مرتبہ دیکھتے رہتے ہیں، یعنی نماز کے اوقات میں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے چالیس (۴۰) قسم کے مزید انوار کا اضافہ کر دیا جو سابقہ انوار میں سے کسی نور سے مشابہ نہ تھے اور محمل میں کچھ قلابے اور زنجیریں بڑھا دیں پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گیا۔ مجھے آتا دیکھ کر ملائکہ بھاگ کر آسمان کے اطراف میں چلے گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے۔

سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح۔

یہ کیسا نور ہے جو ہمارے رب کے نور سے بالکل مشابہ ہے یہ سن کر حضرت جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا:

اشھد محمد رسول اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔

یہ سن کر تمام ملائکہ مجتمع ہو گئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے اور کہنے لگے اول خوش آمدید و آخر خوش آمدید و حاشر خوش آمدید و ناشر خوش آمدید محمد خاتم النبیین ہیں اور علیؑ علیہ السلام تمام اوصیاء میں سب سے بہتر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا پھر ان سب نے مجھے سلام کیا اور پوچھا کہ علیؑ علیہ السلام کہاں ہیں؟

میں نے کہا: وہ زمین پر میرے خلیفہ (نائب) ہیں کیا تم لوگ ان کو جانتے ہو؟

ان لوگوں نے کہا: ہاں ہم لوگ ان کو کیسے نہ جانیں گے ہم لوگ بیت المعمور سال میں ایک مرتبہ حج کے لئے جاتے ہیں اس پر ایک کتبہ سفید قرطاس پر آویزاں ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور دیگر ائمہ علیہم السلام اور ان کے شیعہ جو تا قیامت ہوتے رہیں گے کہ نام تحریر ہیں اور ہم لوگ برکت کے لیے ان ناموں پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چالیس (۴۰) اقسام کے انوار مزید بڑھائے جو سابقہ انوار میں سے کسی نور کے مشابہ نہ تھے اور محمل میں قلابے اور زنجیریں بڑھا دیں اور مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے گیا۔ وہاں کے ملائکہ کچھ نہ بولے مگر میں نے ایسی آوازیں سنیں جیسے لوگ دل ہی دل میں گنگنا رہے ہوں۔ پھر تمام ملائکہ آ گئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے میرے پاس آئے۔ اس وقت جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا:

حی علی الصلوۃ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح۔

تو ملائکہ نے کہا دونوں آوازیں قریب قریب ہیں۔(اس کا مطلب یہ ہے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے صلوۃ قائم ہوگی اور علیؑ علیہ السلام کے ذریعے دنیا میں فلاح قائم ہوگی۔ پھر جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا:

قد قامت الصلاۃ قد قامت الصلاۃ

تو ملائکہ نے کہا یہ نماز ان کے شیعوں کے لیے ہے جو قیامت تک اس کو قائم کرتے رہیں گے۔

اس کے بعد ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی کو کہاں چھوڑا اور وہ کیسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ انہیں جانتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہاں ہم لوگ انہیں بلکہ ان کے شیعوں کو بھی جانتے ہیں۔ اس وقت سے کہ جب وہ عرش کے گرد نور کی شکل میں تھے اور بیت المعمور میں نور کا ایک ورق ہے جس میں نور کی ایک تحریر ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے نام درج ہیں نہ میں ایک زائد ہوگا اور نہ اس میں ایک کم ہوگا۔

ہم لوگوں کا عہد نامہ ہے جو ہم لوگوں سے لیا گیا ہے اور یہ ہر جمعہ ہم لوگوں کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے یہ سن کر میں نے اللہ کا شکر کا سجدہ کیا تو ارشاد باری ہوا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر اٹھاؤ۔

میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو آسمان کی طنابیں کھنچ گئیں اور درمیان سے

سارے پردے اُٹھ گئے۔ پھر فرمایا اپنا سر جھکا کر دیکھو۔ اب جو میں نے سر جھکا کر دیکھا تو تمہارا یہ خانہ کعبہ اس بیت المعمور کے بالکل ایسا سیدھ پر تھا کہ اگر میں اپنے ہاتھ سے کوئی چیز بیت المعمور سے گراتا تو وہ سیدھی اس خانہ کعبہ پر آ کر گرتی۔ تو ارشاد ہوا (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ حرام ہے اور وہ بیت الحرام ہے ہر ایک شئے کی ایک مثال ہوتی ہے۔

پھر مجھ سے میرے رب نے کہا (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا ہاتھ بڑھاؤ تمہیں وہ پانی ملے گا جو ساق عرش کے داہنی جانب سے بہہ رہا ہے۔ چنانچہ وہ پانی نازل ہوا تو میں نے اسے اپنے داہنے ہاتھ میں لیا اور اسی بنا پر وضو کی ابتداء داہنے ہاتھ سے ہے۔

پھر فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پانی لو اور اس سے اپنا منہ دھولو۔ اس لئے کہ تم ہماری عظمت کے دیکھنے کے خواہشمند ہو تو تمہیں پاک ہونا چاہیے پھر اپنے دونوں داہنے اور بائیں ہاتھ کہنیوں سے دھولو۔ اس لئے کہ تم اپنے ان ہی دونوں ہاتھوں سے میرے کلام کو لوگے۔ پھر تمہارے ہاتھ میں جو فاضل پانی ہے اس سے اپنے سر اور اپنے دونوں پاؤں پر کعبین تک مسح کرو میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے سر پر مسح کرو اور میں تم پر برکتیں نازل کروں اور پاؤں کا مسح تو میں چاہتا ہوں کہ تم ایسے مقام پر قدم رکھو کہ جہاں تم سے پہلے کوئی قدم نہ رکھ سکا اور نہ تمہارے سوا کوئی قدم رکھ سکے گا۔ تو یہ ہے وضو اور راز ان کی علت اور سبب۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب حجر سود کی طرف رخ کرو اور جتنے میرے حجاب ہیں اتنی مرتبہ تکبیر کہو۔ اس لئے تکبیریں سات ہوگئیں کیونکہ حجاب سات ہیں اور ان سات تکبیروں کے بعد قراءت کا افتتاح کرو اس لئے افتتاح بھی سنت قرار پائی۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر و افتتاح سے فارغ ہوئے تو

ارشاد ہوا اب تم مجھ تک پہنچ گئے ہو۔ اب میرا نام لو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور اسی بنا پر بسم اللہ الرحمن الرحیم. کو سورے کی ابتداء میں قرار دیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اچھا اب میری حمد کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان سے کہا:

الحمد للہ رب العالمین۔

اور دل میں کہا شکراً تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ تم نے میری حمد کا سلسلہ قطع کر دیا اب پھر میرا نام لو۔ اس لئے سورہ حمد میں دو مرتبہ الرحمن الرحیم ہے۔ اور جب پوری سورۃ پڑھتے ہو والا الضالین تک پہنچے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا الحمد للہ رب العالمین۔ شکراً اور ادھر خدائے عزیز وجبار نے فرمایا تم نے میرے ذکر کو قطع کر دیا اور پھر میرا نام لو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے سورہ حمد کے بعد دوسرے سورہ کے قبل بسم اللہ الرحمن الرحیم کو قرار دیا اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اب تم قل ھو اللہ احد کے سورے کی قراءت کرو جیسا کہ میں نے تم پر نازل کر دیا ہے اس لئے کہ یہ میری نعت ہے اس کو مجھ سے نسبت ہے پھر اپنے دونوں ہاتھ جھکاؤ اور اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھو اور میرے عرش کی طرف دیکھو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں نے نظر اُٹھائی تو وہ عظمت دیکھی کہ میرے ہوش گم ہو گئے اور غشی طاری ہو گئی مگر مجھ پر الہام ہوا اور میں نے اس عظمت کو دیکھ کر کہا:

سبحان ربی العظیم وبحمدہ

جب میں نے یہ کہا تو غشی سے افاقہ ہوا اور میں نے یہ الہام کے بموجب کہا اور اب میرے گئے ہوئے ہوش وحواس واپس آگئے اسی بنا پر رکوع میں سات بار سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہنا قرار پایا۔ اس کے بعد ارشاد الٰہی ہوا اب اپنا سر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا تو ایک ایسی شئے دیکھی کہ جس سے میری عقل گم ہوگئی اور میں فوراً منہ اور ہاتھ کے بل زمین پر گر گیا اور پھر مجھے الہام کیا گیا تو میں نے وہ علو اور بلندی جو دیکھی تھی اس کی بنا پر کہا:

سبحان ربی الاعلی وبحمدہ

اسے میں سات (۷) بار کہا پس جان میں جان آئی۔ اسے جب بھی ایک مرتبہ کہتا تو غشی دور ہوتی اور اب میں اُٹھ کر بیٹھ گیا لہٰذا سجدے میں سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کا کہنا قرار پایا اور دو سجدوں کے درمیان قعود غشی سے استراحت بموجب الہام قرار پایا۔ اب میرا جی چاہا کہ میں اپنا سر اٹھاؤں میں نے سر اٹھایا تو وہی علو اور بلندی پھر نظر آئی تو پھر مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ اپنے منہ اور ہاتھ کے بل زمین پر گر پڑا اور میں نے کہا سبحان ربی الاعلی وبحمدہ یہ میں نے سات مرتبہ کہا پھر اٹھایا اور کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ گیا تاکہ اس علو اور بلندی کو دوبارہ دیکھوں اس طرح دو سجدے اور ایک رکوع ہوگیا اور اسی بنا پر قیام سے پہلے قعود یعنی خفیف سی نشست معین ہوگئی۔ پھر میں کھڑا ہوا تو ارشاد ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر سورہ حمد کی قرات کرو۔ میں نے اس سورہ کی قرات کی جس طرح پہلی رکعت میں کر چکا تھا اس کے بعد ارشاد ہوا اب سورۃ انزلنا کی قرات کرو یہ تمہارے اور تمہارے اہل

بیتؑ کی طرف تا قیامت نسبت رکھے گی پھر رکوع کیا اور سجدے کیے۔

رکوع سجدے میں وہی کہا جو پہلی رکعت کے رکوع اور سجدے میں کہا تھا اب میں کھڑے ہونے کے لئے تیار ہوا تو ارشاد ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس اب تم ذکر کرو نعمتوں کا جو میں نے تم کو عطا کی ہیں اور میرا نام لو۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام کیا اور میں نے کہا بسم اللہ وباللہ لا الہ الا اللہ والاسما الحسنی کلھا للہ پھر ارشاد ہوا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اپنے اوپر اپنے اہل بیت پر درود بھیجو تو میں نے کہا صلی اللہ علیّ وعلی اھل بیتی اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے اس کے بعد میں متوجہ ہوا تو دیکھا کہ میں ملائکہ وانبیاء ومرسلین کی صفوں کے ساتھ ہوں تو ارشاد ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام ہوں اور تحیت ورحمت وبرکت تم ہو اور تمہاری ذریت ہے پھر مجھے میرے پروردگار عزیز وجبار نے حکم دیا کہ اب بائیں طرف ملتفت نہ ہونا۔

اور پہلا سورہ جو میں نے قل ھو اللہ احد کے بعد سنا سورہ انا انزلنا تھا اور اسی بنا پر سلام ایک مرتبہ ہے رو بہ قبلہ رہ کر اور اسی بنا پر سجود میں تسبیح (یعنی سبحان اللہ) سجود و رکوع دونوں میں ہے شکر کے طور پر اور سمع اللہ لمن حمدہ اس لئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے ملائکہ کا شور وغور سنا تو کہا کہ جس شخص نے بھی اللہ کی تسبیح وتہلیل کی اس کو اللہ نے سنا اور اسی بنا پر ابتدائی دو رکعت میں اگر کسی شخص سے کوئی حدث صادر ہو جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے اور یہی (دو رکعت) سب سے پہلے فرض ہوئی نیز یہ دو رکعت سب سے پہلے زوال کے وقت یعنی نماز ظہر میں فرض ہوئی۔ [1]

---

[1] علل الشرائع جلد 2 باب 1 - حدیث 1 صفحہ - 5 - فروع کافی جلد 3 - باب 271 نوادر - ج 1 صفحہ 251

انبیاءؑ اور اقرار ولایت

ابو ربیع بیان کرتے ہیں کہ نافع نے امام محمد باقرؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا:

وسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن ء الهه یعبدون۔

وہ کون ہیں جن سے حضرت محمدؐ نے سوال کیا حالانکہ حضرت عیسیٰؑ اور آپؐ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے؟

راوی کہتا ہے کہ امام نے اس آیت کی تلاوت کی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ۔

اللہ نے اپنے نبی محمدؐ کو آیات دکھائیں اور پھر تمام انبیاء و مرسلین کو محشور کیا۔ جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ اذان کہو۔ تو جبرئیلؑ نے اذان اقامت کہی۔ اس نے یہ جملے بھی کہے:

حی علی خیر العمل

پھر آپؐ نے نماز پڑھائی تو اللہ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ۔

رسولؐ نے ان سے کہا: تم کس کی گواہی دیتے تھے اور کس کی عبادت

کرتے تھے؟

ان تمام نے کہا:

شهدان لا اله الا الله وحده لاشريك له وانك رسول الله۔

اسی چیز کا ہم سے عہد لیا گیا۔[1]

شجرہ طوبیٰ

امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ اکثر جناب سید فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بوسے لیا کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا شب معراج میں جنت میں داخل ہوا تو جبرئیلؑ مجھے شجرہ طوبیٰ کے قریب لے گیا۔ میں نے وہاں سے ایک پھل توڑا اور کھایا۔ اللہ نے اس میری صلب میں سرایت کر دیا۔ جب میں زمین پر آیا تو خدیجہؑ کے پاس آیا تو اللہ نے بتول کی ولادت کا سامان مہیا فرمایا۔ اس لئے میں جب بھی بتولؑ کے بوسے لیتا ہوں تو مجھے شجرہ طوبیٰ کی خوشبو آتی ہے۔[2]

فرمان خدا کی تفسیر

معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حبیب بجستانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:

---

[1] تفسیر قمی جلد2-258

[2] تفسیر قمی جلد1-366

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾۔ [۳]

حضرتؑ نے فرمایا اے حبیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب قرب معنوی کے ساتھ بارگاہ رب العزت سے نزدیک ہوئے تو بہت نزدیک ہوئے یہاں کہ دو نصف کمان کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم اس وقت خدا نے اس مکان بلند میں حضرتؐ کو جو چاہتا تھا وحی فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ عبادت میں اس نعمت کے شکر کے لیے بہت مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت علیؑ آپؐ کے ساتھ تھے۔ حضرتؐ نے کعبہ کا بہت طواف کیا۔ جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو دونوں بزرگوار سعی کے لیے صفا کی جانب گئے پھر کوہ صفا سے نیچے آکر مروہ کی جانب متوجہ ہوئے اس وقت آسمان سے ایک نور نیچے آیا جس نے ان حضراتؑ کو ڈھانک لیا۔ تمام پہاڑ اس سے روشن ہو گئے اور ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور ان پر عظیم دہشت طاری ہوئی۔ جب وہ دونوں بزرگوار کوہ مروہ کے اوپر گئے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا سر اقدس آسمان کی جانب بلند کیا تو اپنے سر کے قریب دو انار دیکھے۔

حضرت نے ہاتھ بڑھا کر ان کو لے لیا تو ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ بہشت کے میوے ہیں ان کو سوائے تمہارے اور تمہارے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کے کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ پھر وہاں سے جناب رسول خدا کو آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک پہنچایا۔ وہاں جبرئیل ٹھہر گئے اور کہا آگے تشریف لے جائیے کیونکہ یہاں سے بڑھنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ

---

[۳] (پ ۲۷۔ آیت ۸، ۹۔ سورۃ النجم)

فرماتے ہیں اس درخت کو اس لیئے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں کہ اہل زمین کے اعمال فرشتے وہاں تک پہنچاتے ہیں اور الواح سماویہ میں ثبت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے سدرۃ المنتہیٰ کی ہر شاخ کو دیکھا کہ عرش کے نیچے پہنچی ہوئی ہیں اور اس کے گرد پھیلی ہوئی ہیں پھر وہاں عظمت وجلال الٰہی کے انوار میں سے ایک نور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چوٹ پڑی۔ جس کی دہشت سے حضرتؐ کی آنکھیں بند ہوگئیں اور اعضائے بدن کانپنے لگے تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے دل کو مضبوط کردیا اور آنکھوں میں قوت بخشی اور دوسرا نور عطا کیا جس سے آپ نے اپنے پروردگار کی نشانیاں دیکھیں جو کچھ دیکھیں اور اپنے معبود کے خطابات سنے جو کچھ سنے جب واپس آئے اور سدرۃ المنتہیٰ کے برابر پہنچے۔

امام فرماتے ہیں اس درخت کی موٹائی دنیا کے دنوں سے سو سال کی راہ ہے اور اس کی ہر پتی تمام اہل دنیا کو چھپا سکتی ہے۔ اور خدا نے روئے زمین کے درختوں پر چند فرشتوں کو موکل فرمایا ہے۔ درخت خرما یا اس کے علاوہ کوئی درخت ایسا نہیں ہے کہ جس پر ایک فرشتہ موکل نہ ہو جو اس کی اور اس کے پھلوں کی حفاظت کرتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو زمین کے جانور اور درندے میوے کی فصل کے وقت ان کو برباد ضائع کردیں۔

اسی سبب سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو میوہ دار درخت کے نیچے پاخانہ وپیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسی وجہ سے آدمی کو میوہ دار درخت سے اُنس ہوتا ہے کیونکہ فرشتے اس کے گرد حاضر رہتے ہیں۔ [1]

[1] علل الشرائع جلد 1 باب 185۔ حدیث صفحہ 321

نماز جہر و اخفات

بسند معتبر روایت ہے محمد بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صادقؑ سے میں نے پوچھا کہ کس سبب سے نماز مغربین اور نماز صبح بلند آواز سے اور دوسری تمام نمازیں آہستہ پڑھی جاتی ہیں؟

امامؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے سب سے پہلی نماز جو خدا نے آنحضرتؐ پر واجب کی وہ روزِ جمعہ نماز ظہر تھی۔ ملائکہ کو حکم پر ظاہر ہو۔ پھر نمازِ عصر واجب فرمائی اور فرشتوں میں سے کسی کو ان کی اقتدا کے لیے حکم نہ دیا اور حضرتؐ سے فرمایا کہ نماز آہستہ پڑھیں کیونکہ کوئی ان کے پیچھے نہ تھا کہ سنے۔ پھر نماز مغرب وعشا واجب کی اور فرشتوں کو آپ کی اقتدار کا حکم دیا اور فرمایا کہ بلند آواز سے قرات کریں تا کہ فرشتے سنیں۔ جب صبح کے قریب آپؐ زمین پر واپس آئے تو نماز صبح واجب فرمائی اور حکم دیا کہ لوگوں کے ساتھ اور بلند آواز سے قرات کریں تا کہ آپؐ کی فضیلت لوگوں پر ظاہر ہو جس طرح فرشتوں پر ظاہر ہوئی۔

پھر لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے آخری دو رکعت میں سورہ حمد کی قرات سے تسبیحات اربعہ پڑھنا افضل ہے؟

فرمایا کہ آنحضرتؐ پر آخر کی دو رکعتوں میں انوار عظمت کا ایک نور جلوہ افروز ہوا جس سے حضرتؐ پر دہشت طاری ہوئی تو آپؐ نے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہا۔ اس سبب سے ان تسبیحوں کا پڑھنا سورۂ حمد سے بہتر ہے۔ [۲]

---

[۲] (علل الشرائع جلد باب 12 حدیث۔ صفحہ 1631)

نماز کی ترتیب

بسند معتبر روایت ہے اسحاق بن عمار بیان تے ہیں کہ حضرتؑ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ کس سبب سے نماز میں ایک رکوع اور دو سجدے مقرر ہوئے؟

حضرتؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلی نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کی وہ عرش الٰہی کے سامنے تھی کیونکہ آنحضرتؐ کو شب معراج آسمانوں پر لے گئے، اور آپ عرش کے پیچھے پہنچے تو خدا نے آواز دی کہ اے محمد چشمہ صاد کے پاس آ کر اپنے اعضائے وضو کو دھوؤ، اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو۔

آنحضرتؐ اس چشمہ کے پاس گئے اور کامل طور سے وضو بجالائے اور بارگاہ رب العزت میں کھڑے ہوئے خدا نے ان کو حکم دیا کہ نماز کی افتتاح کرو۔ حضرتؐ نے تکبیر کہی۔ ارشاد ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے آخر سورۃ حمد تک پڑھو پھر سورۃ توحید پڑھو۔ حضرتؐ نے تمام کرنے کے بعد کذلک اللہ ربی کہا۔ حکم ہوا اپنے معبود کے لیے رکوع کرو۔ حضرتؐ رکوع میں گئے تو خدا نے فرمایا: سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہو حضرتؐ نے تین سجدہ میں گئے حکم ہوا کہو سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ حضرتؐ نے تین مرتبہ یہ ذکر کیا۔ خدا نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب درست ہو کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرتؐ نے تین کر اپنے پروردگار کی عظمت وجلالت کو یاد کیا اور پھر بحکم رب الارباب سجدہ میں گئے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھی۔ پھر ندا آئی کہ کھڑے ہو جاؤ اور قرات کرو۔ پھر رکوع وسجدہ کے لیے حکم ہوا۔ سجدہ اول بجالائے تو پھر بیٹھ کر اپنے معبود کی جلالت کا ذکر کیا اور دوبارہ سجدہ کیا۔ خدا نے فرمایا سجدہ سے سر اٹھاؤ خدا تم

کو سرفراز کرے گا۔ اب تشہد پڑھو۔ حضرتؐ نے تشہد ختم کیا تو ندا آئی کہ سلام کرو تو حضرتؐ نے اپنے پروردگار کے لیے سلام کیا تو خداوند جبار نے جواب میں فرمایا وعلیک السلام اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نعمتوں کے ساتھ تم نے میری عبادت کی قوت پائی۔ میں نے اپنی عصمت کے ساتھ تم کو پیغمبری عطا کی اور اپنا حبیب قرار دیا۔

امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے ہر رکعت میں ایک رکوع اور ایک سجدہ کا حکم دیا حضرتؐ نے عظمت الٰہی کے تصور سے دوسرے سجدہ کا اضافہ کیا تو خدا نے وہ بھی واجب قرار دے دیا۔

امامؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ صاد کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک چشمہ ہے جو عرش الٰہی کے ایک رکن سے جاری ہوتا ہے جس کو ماء الحیوۃ (زندگی کا پانی) کہتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ [1]

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ① [2]

ص (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)، ذکر والے قرآن کی قسم،

نورِ عظمت

امام علیؑ رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خداؐ فرمایا: کہ معراج کی رات میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں کوئی نہ گیا تھا تو وہاں اللہ نے مجھے اپنا نورِ عظمت

---

[1] (علل الشرائع جلد 2 باب 32 حدیث 1، 2۔ صفحہ۔ 392

[2] (پ 23 آیت 1 سورۃ ص)

دکھایا۔ [1]

علت تکبیر اور تسبیح :

بسند معتبر روایت ہے ہشام بن حکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کس سبب سے سات مرتبہ کہنا قرار پایا اور رکوع میں سبحان ربی العظیم بحمدہ اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کیوں کہتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا خداوند عالم نے سات آسمان اور سات طبقے زمین اور سات حجابات خلق فرمائے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تین مرتبہ قاب قوسین تک پہنچے اور بہشت کے ساتھ حجابوں میں سے ایک حجاب حضرتؐ کے لیے ہٹایا گیا تو آپؐ نے اللہ اکبر فرمایا۔ اسی طرح ہر حجاب کے ہٹائے جانے پر آپؐ نے اللہ اکبر کہا۔ چونکہ نماز معراج مومن ہے اس سبب سے نماز کے شروع میں سامنے سے اٹھا دیئے جائیں۔

چونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر انوار عظمت وجلال الٰہی پردوں کے اٹھ جانے کے بعد روشن وجلوہ گر ہوگئے تو حضرتؐ کے اعضا کانپنے لگے۔ اور آپ رکوع میں جھک گئے اور تین مرتبہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہا۔ جب سیدھے کھڑے ہوئے تو اس عظمت کا ایک نور حضرتؐ جلوہ فگن ہوا تو آپ سجدہ میں گر پڑے اور سات مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ کہا تو آپؐ کے اوپر ہیبت طاری تھی برطرف ہوگئی۔ اسی سبب سے یہ ذکر رکوع وسجود میں کہنا مقرر رہا۔ [2]

---

[1] (توحید۔ صفحہ۔108)

[2] (علل الشرائع جلد2 باب30 حدیث4۔ صفحہ 27)

مسجد شجرہ میں احرام باندھنا:

بسند معتبر دیگر روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس سبب سے آنحضرتؐ نے مسجد شجرہ میں حج کے لیے حرام باندھا، دوسرے مقام پر کیوں نہ باندھا؟

حضرتؑ نے فرمایا کہ جس رات جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جب آپؐ مسجد شجرہ کے مقابل بلندی پر پہنچے حق سبحانہ وتعالےٰ نے ان کو آواز دی یا محمدؐ! انحضرتؐ نے عرض کی لبیک، خدا نے فرمایا کیا میں نے تم رنج وصدمہ میں مبتلا نہیں پایا اور تم کو جگہ دی اور تم کو کیا گم شدہ نہیں پایا اور راستہ دکھادیا۔ حضرتؐ نے عرض کی:

ان الحمد والنعمة لك لا شريك لك لبيك۔

اسی سبب سے حضرت مسجد شجرہ میں احرام باندھتے تھے۔[۳]

مولا علیؑ کی پانچ فضیلتیں:

عبداللہ بن عباسؓ نے نقل کیا ہے کہ میں نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بھی پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں:

1۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام جوامع الکلم عطا فرمایا ہے اور علیؑ کو جوامع العلم عطا فرمایا ہے۔

---

[۳] علل الشرائع جلد 2 باب 169 حدیث 1۔ صفحہ 139

2۔ مجھے اس نے نبی بنایا ہے اور علیؑ کو میرا وصی قرار دیا ہے۔

3۔ مجھے کوثر عطا فرمایا ہے اور علیؑ کو سلسبیل عطا فرمائی ہے۔

4۔ مجھے وحی عطا فرمائی ہے اور علیؑ کو الہام عطا فرمایا ہے۔

5۔ مجھے معراج عطا فرمائی ہے اور اسی رات علیؑ کے لے آسمانوں کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور پردے اُٹھا دیئے گئے یہاں تک کہ میں اس کو دیکھ رہا تھا اور وہ مجھے دیکھ رہے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں: اس کے بعد رسولؐ خدا نے گریہ فرمایا۔ میں نے آپؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپ نے گریہ کیوں کیا؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں؟

آپ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلی بات مجھ سے فرمائی وہ یہ تھی: اے محمدؐ! اپنے نیچے زمین کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ تمام پردے اُٹھا دیے گئے ہیں اور تمام دروازے آسمان کے کھول دیے گئے ہیں اور میں نے علیؑ علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ وہ اس حالت میں ہیں کہ اپنا سر اُٹھا کر مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے گفتگو کی اور انہوں نے میرے ساتھ نیز میرے ساتھ میرے اللہ نے گفتگو کی۔

میں نے عرض کیا: (یعنی ابن عباسؓ عرض کرتے ہیں:) یارسول اللہؐ وہ کون سی کلام تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے فرمائی۔

آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمدؐ! میں نے علیؑ کو آپ کا وصی وزیر اور آپ کے بعد آپ کا خلیفہ قرار دیا ہے۔ آپؐ اس کی اطلاع علیؑ کو کر دیں۔ آگاہ رہو کہ وہ آپؐ کی گفتگو کو سن رہا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں

اللہ کی بارگاہ ہی میں علیؑ کو اطلاع کر دی۔

علیؑ نے مجھ سے کہا: میں نے اس حکم کو قبول کر لیا ہے۔ میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

اس کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ علیؑ کو سلام کریں۔ تمام ملائکہ نے آپؑ کو سلام کیا اور علیؑ نے ان تمام کے سلام کا جواب دیا اور میں نے دیکھا کہ تمام ملائکہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں اور جو فرشتہ بھی میرے قریب سے گزرتا وہ مجھے بھی اس کی مبارک دیتا اور یوں کہتا: اے محمدؐ! قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپؐ کو برحق مبعوث فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو چچازاد کو آپؐ کا خلیفہ قرار دے کر تمام ملائکہ کو خوش کر دیا ہے۔

میں نے دیکھا کہ تمام حاملان عرش بھی اپنے اپنے سر نیچے زمین کی طرف جھکائے کھڑے ہیں۔

میں نے سوال کیا: اے جبرئیلؑ! یہ حاملان عرش کیوں اپنے سر جھکائے کھڑے ہوئے ہیں؟

جبرئیلؑ نے عرض کیا: اے محمدؐ! تمام ملائکہ اس وقت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زیارت کر رہے ہیں اور اس پر ایک دوسرے کو بشارت دے رہے ہیں سوائے حاملان عرش کے۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے علیؑ کی زیارت کی اجازت طلب کی ہے اور اللہ نے ان کو بھی زیارت علیؑ کی اجازت عطا فرما دی ہے اور وہ بھی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زیارت کر رہے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: میں زمین پر واپس آیا اور میں نے چاہا کہ اس کے بارے میں علیؑ کو خبر دوں تو علیؑ نے ان سارے واقعات کی مجھے خبر دے دی۔ میں

اس سے جان گیا کہ میں کسی مقام پر بھی نہیں گیا مگر یہ کہ علیؑ کے لیے اس مقام کے پردے اُٹھا دیئے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ہر مقام پر مجھے دیکھا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپ مجھے وصیت ونصیحت فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالبؑ کی مودت ومحبت کو اپنے اوپر لازم قرار دو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کسی بندے کی کوئی نیکی قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت کے بارے میں اس بندے سے سوال کرے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ بغیر سوال کے بھی جاننے والا ہے۔ اگر وہ بندہ علیؑ کی ولایت کو اپنے پاس رکھتا ہوگا تو اس کے سارے اعمال قبول کرے گا اور اگر اس کے پاس علیؑ کی محبت وولایت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرے گا اور فوراً اس کو جہنم کی آگ کا حکم سنا دے گا۔

اے ابن عباسؓ مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے جہنم کی آگ دشمن علیؑ پر اس بندے سے بھی زیادہ سخت ہوگی جو اپنے گمان میں اللہ کا بیٹا قرار دیتا ہے (یعنی جہنم دشمن علیؑ کے لیے کافر ومشرک سے زیادہ سخت ہوگی)۔

اے ابن عباسؓ اگر تمام ملائکہ مقرب اور انبیا ومرسلین علیؑ کے بغض پر جمع ہو جائیں (اگرچہ ایسا ہوگا نہیں) تو اللہ تمام کو جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔

ابن عباسؓ کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا کوئی علیؑ کا دشمن ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! اے ابن عباسؓ علیؑ سے ایک قوم دشمنی رکھے گی اور وہ اپنے آپ کو میرے امتی (بھی) قرار دیں گے حالانکہ ان کے لئے اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اے ابن عباسؓ! ان کے بغض کی علامت یہ ہوگی کہ پست ترین لوگوں کو علیؑ پر فضیلت دیں گے اور علیؑ سے افضل قرار دیں گے اور مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے، کوئی نبی اللہ نے مبعوث نہیں فرمایا جو مجھ سے افضل ہو، اور کوئی وصی ایسا نہیں ہے جو علیؑ ابن ابی طالبؑ سے افضل ہو۔

ابن عباس فرماتے ہیں: جیسے مجھے رسول خداؐ نے حکم دیا تھا میں ہمیشہ ایسے ہی رہا۔ آپؐ نے مجھے علیؑ کی مودت ومحبت کی وصیت فرمائی تو میں اس پر باقی رہا اور میرا ہر عمل میرے نزدیک سب سے عظیم تھا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: پھر زمانہ گزرتا رہا اور نبی اکرمؐ کی وفات کا وقت قریب سے قریب تر آ گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپؐ کی وفات کا وقت قریب تر آ گیا ہے آپؐ مجھے کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

ابن عباسؓ! جو علیؑ کی مخالفت کرے اس کی تم بھی مخالفت کرو۔ کبھی دشمن علیؑ کے لیے مددگار نہ بننا اور ان کے دوست بھی مت بننا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر آپ لوگوں کو کیوں نہیں حکم دیتے کہ وہ علیؑ کی مخالفت نہ کریں؟

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں پس رسول خدا نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپؐ گریہ کرتے کرتے بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو پھر فرمایا: اے ابن عباسؓ! میرے رب کا علم ان لوگوں پر جاری ہو چکا ہے (یعنی یہ حتماً مخالفت کریں گے)۔

مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اس کے مخالفین میں سے کوئی بھی اس دنیا سے نہیں جائے گا کہ جو اس کے حق کا انکار کرے گا مگر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہیت کو تبدیل کر دے (یعنی اس کی شکل کو تبدیل کر دے گا)۔

اے ابن عباسؓ! اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سے تمہاری ملاقات اس حال میں ہو کہ وہ تم سے راضی ہو تو پھر علیؑ ابن ابی طالبؑ کے راستہ چلو اور جس طرف علیؑ میلان رکھتے ہیں اس طرح تم بھی میلان رکھو اور اس کی امامت پر راضی رہو جو اس سے دشمنی کرے اسے تم بھی دشمن رکھو اور جو اس سے محبت کرے اس سے تم بھی محبت کرو۔

اے ابن عباسؓ خبردار! علیؑ کے بارے میں شک نہ کرنا، کیونکہ علیؑ کے بارے میں شک کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کفر کرنا ہے (یعنی علیؑ کے بارے میں شک کرنا اللہ تعالیٰ (کے انعام) کا کفرونکار کرنا ہے)۔ [1]

---

[1] امالی طوسی مجلس نمبر 4۔ حدیث۔ 161-105

علیؑ اوّل علیؑ آخر

ابن سنانے امام ابوعبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ نے مجھ سے معراج کی رات پردے کے پیچھے سے کلام کیا اس میں سے ہے ''اے محمد علیؑ اول اور علیؑ آخر ہے اور علیؑ ظاہر اور علیؑ ہی باطن ہے) اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے تو آپؐ نے فرمایا اے رب وہ تو نہیں ہے؟ فرمایا: اے محمدؐ! میں اللہ ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں ظاہر اور غیب کو جاننے والا رحمن و رحیم ہوں اور میں اللہ ہوں کے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں بادشاہ سلامتی والا مومن، رعب والا، غالب، بار، متکبر ہوں اور جب لوگ اللہ سے شرک کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے میں اللہ ہوں کے جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں خالق بنانے والا اور معبود ہوں اور میرے اچھے اچھے نام ہیں۔ زمین و آسمان میں جو بھی ہیں میری تسبیح بیان کرتے ہیں اور میں غالب حکمت والا ہوں۔ اے محمدؐ میں اللہ ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ سے پہلے کچھ نہ تھا اور میں آخر ہوں اور میرے بعد کوئی شے نہیں میں ظاہر ہوں مجھ سے اوپر کچھ نہیں میں باطن ہوں کہ مجھ سے کچھ بھی نہیں اور میں (اللہ) کہ سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہر شے کا جاننے والا ہوں۔ اے محمدؐ! علیؑ اول ہے کہ آئمہ میں سے سب سے پہلے نبی کا وعدہ لیا ہے۔ اے محمدؐ! علیؑ آخر ہے کہ سب اماموں میں سے آخر میں ان کی روح قبض کروں گا اے محمدؐ! علیؑ ظاہر ہے کہ جو بھی آپ پر وحی کی سب پر ظاہر کیا تمہارے لیے یہ نہیں کہ تم اس سے کچھ بھی چھپاؤ۔ اے محمد! علیؑ باطن ہے کہ میں نے اپنا راز جو تیرے سپرد کیا جبکہ علیؑ میرے تمام رازوں کا امین ہے اور جو میں نے حلال و حرام پیدا کیا ہے علیؑ اسے

جانتے ہیں۔ [1]

افضل مساجد

امام جعفر صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ مساجد میں افضل مسجد کون سی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: مسجد حرام اور مسجد نبوی۔

پوچھا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں مسجد اقصیٰ؟

فرمایا: وہ آسمان میں جس کی طرف نبیؐ کو معراج ہوئی عرض کی: لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو بیت المقدس میں ہے۔

فرمایا: مسجد کوفہ اس سے افضل ہے۔ [2]

اللہ کی صلاۃ

ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا امامؑ نے فرمایا: جب رسول خداؐ کو معراج ہوئی تو ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں جبرئیلؑ نے کہا آپؐ یہاں رک جائیں کیونکہ آپ کا رب صلاۃ انجام دے رہا ہے۔

پوچھا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ اللہ کی صلاۃ کیا ہے؟

فرمایا: اللہ کی صلاۃ یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے:

سبوح قدوس رب الملائکة والروح سبقت رحمتی

[1] بصائر الدرجات ج۔10۔باب۔18۔حدیث36 صفحہ۔367

[2] تفسیر عیاشی جلد۔2 صفحہ 301، ح11، 13

غضبی۔ [۳]

علیؑ کا نور اور فرشتہ

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: کہ معراج کی رات جب میں آسمان پر گیا تو میں نے ایک فرشتہ دیکھا جو نور کے منبر پر جلوہ فگن تھا اور دوسرے ملائکہ اس کے سامنے بیٹھے تھے میں نے کہا: اے جبرئیلؑ یہ فرشتہ کون ہے؟

جبرئیلؑ نے کہا: آپؐ اس کے قریب جائیں اور اس کو سلام کریں پیغمبرؐ فرماتے ہیں کہ جب قریب گیا اور سلام کیا تو میں اپنے بھائی علیؑ کو پایا۔

میں نے کہا کہ اے جبرئیلؑ! مجھ سے پہلے علیؑ ابن ابی طالبؑ پہنچ چکے ہیں؟

جبرئیلؑ نے کہا: یا محمدؐ بات اصل یہ ہے کہ فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں محبت علیؑ کا اظہار کیا تو اللہ نے ایک فرشتہ علیؑ کے نور سے خلق فرمایا: جس کی شکل وصورت علیؑ جیسی بنائی۔ تمام فرشتے ہر شب جمعہ ستر مرتبہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اس کا ثواب علیؑ کے محبوں کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ [۴]

[۳] تفسیر عباسی جلد-2-302-14

[۴] تفسیر عیاشی جلد نمبر-2-302-152

علیؑ کے لہجہ میں گفتگو

مناقب خوارزمی میں معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ شب معراج خداوند عالم نے آپؐ سے کس زبان میں باتیں کیں۔ فرمایا علیؑ کے لہجہ میں مجھ سے خطاب فرمایا اور مجھ کو الہام کیا۔ میں نے کہا پالنے والے تو مجھ سے ہمکلام ہے یا علیؑ باتیں کر رہے ہیں۔ آواز آئی کہ میں اشیاء کی شبیہ نہیں ہوں اور نہ کوئی مثل و مانند رکھتا ہوں۔ مجھ کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ میں علیؑ کی زبان اور لہجہ میں اس لئے تم گفتگو کرتا ہوں تا کہ تمہارا دل مطمئن رہے۔ [1]

ولایت علیؑ کی وصیت

ابن بابویہ اور صفار وغیرہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کو ایک سو بیس مرتبہ معراج کرائی اور ہر مرتبہ ولایت و امامت امیر المومنینؑ اور تمام ائمہ اطہارؑ کے بارے میں تمام فرائض سے زیادہ تاکید فرمائی۔ [2]

رسولؐ نے مولا علیؑ کو بتایا

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے جناب

---

[1] ارشاد القلوب۔ 207

[2] الخصال باب المائۃ حدیث 3 صفحہ۔ 600۔ بصائر الدرجات جلد 2۔ باب النوادر فی الولاۃ حدیث 10 صفحہ 90

امیرؑ سے فرمایا کہ جس رات مجھ کو آسمان پر لے جایا گیا ہر آسمان پر فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور بہت سی خوشخبریاں دیں یہاں تک کہ جبرئیلؑ نے بہت سے فرشتوں کی جماعت سے میری ملاقات کرائی۔ سب نے کہا کہ اگر آپ کی امت کے لوگ محبت علیؑ پر جمع ہو جاتے تو خدا جہنم کو نہ پیدا کرتا۔ اے علیؑ خدا نے تم کو میرے لیے سات مقامات پر حاضر کیا (تو مجھے تم سے انس واطمینان حاصل ہوا۔

اول جبکہ میں آسمان پر پہنچا تو جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا آپ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں میں نے کہا میں ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا دعا کیجئے تا کہ خدا ان کو آپ کے لیے یہاں لے آئے۔ میں نے دعا کی تو تمہاری شبیہ اپنے پاس دیکھی۔

پھر کچھ فرشتوں کو دیکھا جو صف بستہ کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ چند گروہ ہیں جن سے آپؐ کے ذریعہ خدا قیامت میں فخر کرے گا۔ میں ان کے پاس گیا اور گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کے حالات کے بارے میں گفتگو کی۔

دوسرے جب دوسری بار مجھ کو عرش تک لے گئے جبرئیلؑ نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں؟ میں نے کہا ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ کہا خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے جب میں نے دعا کی تو تمہاری تصویر اپنے پاس دیکھی اور ساتوں آسمانوں کے پردے میری آنکھوں کے سامنے ہٹا دیئے گئے۔ میں نے تمام ملکوت سماوات کے ساکنین کو دیکھا اور ہر فرد جو آسمان پر کسی مقام پر تھا میں نے دیکھا اور سب کو تم نے بھی دیکھا۔

تیسرے جس وقت کہ مجھ کو جنوں پر مبعوث فرمایا جبرئیلؑ نے کہا آپ کے

بھائی علیؑ کہاں ہیں میں نے کہاان کو اپنی جگہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ لیکن جو کچھ میں نے جنوں سے کہااور جو کچھ ان لوگوں نے مجھ سے باتیں کیں وہ سب تم نے سنا اور حفظ کر لیا۔ چوتھے خدا نے مجھ کو لیلۃ القدر سے مخصوص فرمایا لیکن تم اس میں میرے شریک ہو۔

پانچویں جب میں نے ملا اعلیٰ پر خدا سے مناجات کی تو تم میرے ساتھ تھے۔ میں نے جس جس مرتبہ کی تمہارے لیے خدا سے دعا کی خدا نے سوائے پیغمبری کے وہ سب تم کو عطا فرمایا کیونکہ میرے بعد کوئی پیغمبرؐ نہ ہوگا۔

چھٹے جب میں نے بیت المعمور کا طواف کیا تو تم کو اپنے پاس دیکھا اور جب پیغمبروںؑ نے میری اقتدا میں نماز پڑھی تو تمہاری شبیہہ میرے پیچھے تھی۔

ساتویں رجعت کے زمانہ میں جبکہ میں کافروں کے گروہ کو ہلاک کروں گا تو تم میرے ساتھ ہوگے۔ اے علیؑ خداوندِ عالم نے مجھ کو تمام مردان عالم پر فضیلت بخشی ہے اور تم کو میرے بعد ان پر فضیلت دی ہے اور فاطمہؑ کو تمام عالمین کی عورتوں پر فضیلت عطا کی ہے اور حسنؑ و حسینؑ کو اور حسینؑ کی ذریت سے اماموں کو میرے اور تمہارے بعد تمام مردان عالم پر فضیلت دی ہے۔

اے علیؑ چار مقامات پر تمہارے نام کو میں نے اپنے نام کے ساتھ متصل پایا اور چند مقامات پر میرے لیے باعث انس واطمینان ہوا۔

اول شب معراج جب میں بیت المقدس میں پہنچا بیت المقدس کے محراب پر لکھا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بہ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے ان کے وزیر سے تقویت دی اور ان کے ذریعہ سے ان کی مدد کی۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالبؑ۔

دوسرے: جب میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا وہاں لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا انا و محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ واخیہ و نصرتہ بہ۔ میں نے کہا اے جبرئیلؑ میرا وزیر کون ہے اس نے کہا علیؑ ابن ابی طالبؑ تیسرے جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزرا اور عرش الٰہی تک پہنچا، قائمہ عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ وران اللہ وحدی و محمد جبنی و صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ واخیہ و نصرتہ بہ۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالبؑ۔ [1]

روادِ معراج

سید ابن طاؤس نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں حجرہ اسمٰعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میرے پاس جبریل نازل ہوئے اور نہایت نرمی سے مجھے اٹھایا اور کہا اے محمد چلیئے سوار ہو جایئے کہ آپؐ کے پروردگار نے بلایا ہے اور ایک چوپایہ لائے تھے جو ٹٹو سے چھوٹا اور خچر سے بڑا تھا۔ اس کے قدم اس کے جسم کے مطابق تھے۔ اس کے جواہرات کے پر تھے۔ اس کا نام براق تھا۔ میں اس پر سوار ہوا۔ جب میں عقبہ تک پہنچا وہاں ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا اس کے سر کے بال اس کے ہاتھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ جب اس نے مجھ کو دیکھا تو کہا السلام علیک یا اول السلام علیک السلام علیک یا حاشر جبریل نے کہا اس کے سالم کا جواب دیجئے تو میں نے کہا علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاۃ جب میں عقبہ کے درمیان میں پہنچا ایک سفید بالوں والے

---

[1] امالی طوسی مجلس 32۔ حدیث۔1335 صفحہ 641

شخص کو دیکھا اس نے بھی پہلے شخص کے مانند مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جبریلؑ کے بغیر کہے اس کو جواب دیا۔ اس نے تین مرتبہ کہا اپنے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کے وقار کی حفاظت کیجئے کیونکہ وہ خالق کا مقرب بندہ ہے۔ جب میں بیت المقدس پہنچا وہاں میں نے ایک بہت خوبصورت شخص کو دیکھا جس نے اسی طرح سلام کیا اور میں نے جبریلؑ کے اشارہ سے اس کو جواب سلام دیا۔ اس نے تین مرتبہ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کی حرمت کی حفاظت کیجئے کیونکہ وہ مقرب الٰہی ہیں اور حوض کوثر کے امین اور بہشت کی شفاعت کرنے والے ہیں۔

پھر میں براق سے اترا اور جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر داخل بیت المقدس کیا۔ مسجد ایسے لوگوں سے بھری ہوئی تھی جن کو میں نہیں پہچانتا تھا۔ جبریلؑ مجھ کو صفوں سے بڑھاتے ہوئے آگے لے گئے۔ ناگاہ آسمان سے آواز آئی کہ امامت کے لیے اے محمدؐ آگے بڑھو۔ تو جبریل نے مجھ آگے کھڑا کیا اور میں نے ان سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر وہاں مروارید کا زینہ آسمان اول تک نصب کیا گیا۔ جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر لے گئے۔ جب ہم آسمان کے قریب پہنچے میں نے وہاں محافظوں اور آگ کے تیر دیکھے۔ جبریل نے آسمان اول کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔

فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟

کہا میں جبریلؑ ہوں۔

پوچھا آپ کے ہمراہ کون ہے؟

کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے اور اے خداوند جبار کے برگزیدہ۔ آپؐ ہی پیغمبرؐوں کے سلسلہ کے ختم کرنے والے ہیں آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ

ہوگا۔ پھر وہاں سے ایک سیڑھی یاقوت کی لگائی گئی جو سبز زبرجد سے مرصع تھی اس کے ذریعہ میں دوسرے آسمان تک پہنچا۔ جبریلؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا، فرشتوں نے اسی طرح سوال کیا جس طرح آسمان اول کے فرشتوں نے پوچھا تھا۔ پھر دروازہ کھولا تو مجھ سے کہا مرحبا! اور مجھ کو خوشخبریاں دیں۔ پھر وہاں سے آسمان سوم تک نور کی ایک سیڑھی لگائی گئی جس کو طرح طرح کے نور گھیرے ہوئے تھے۔ وہاں جبریلؑ نے کہا یارسول اللہؐ ثابت قدم رہیئے گا خدا آپ کی ہدایت کرے گا۔ اسی طرح میں سب آسمانوں سے گزرتا ہوا ساتویں آسمان پر پہنچا، وہاں میں نے ایک عظیم آواز سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کہا یہ درخت طوبےٰ کی آواز ہے جو آپ کے شوق میں ایسی آواز بلند کر رہا ہے۔ وہاں مجھ سخت دہشت ہوئی جبریلؑ نے کہا یارسول اللہؐ آپ ایسے مقام تک پہنچے ہیں کوئی مخلوق نہیں پہنچ سکی۔

اپنے پروردگار کے قریب جایئے۔ اگر آپ کی ہمراہی کی برکت نہ ہوتی تو میں بھی یہاںتک نہ پہنچ سکتا اور انوار جلال الٰہی سے میرے بال و پر جل جاتے۔ پھر میں نے توفیق رب العزت کے سبب عزت وجلال احدیت کی منزلوں کو طے کیا اور ستر پردے میرے سامنے سے ہٹائے گئے۔ پھر مجھ کو خداوند تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی یا محمد! جب میں نے یہ آواز سنی تو سجدہ میں گر پڑا اور کہا لبیک رب العزت لبیک۔ آواز آئی اے محمد سر اٹھاؤ جو کچھ تم چاہتے ہو مانگو میں عطا کروں گا اور جو سفارش چاہتے ہو کر دمیں قبول کروں گا۔ بیشک تم میرے حبیبؐ ہو میرے برگزیدہ ہو میری مخلوق پر میرے رسولؐ ہو اور میرے بندوں کے درمیان میرے امین ہو۔ جبکہ میرے ساحت قرب میں آئے ہو تو اپنا جانشین کس کو بنایا ہے؟ میں نے عرض کی پالنے والے اس کو بنایا ہے جس تو مجھ سے بہتر پہچانتا ہے۔ وہ میرا بھائی

سے چچا کا بیٹا ہے۔ اس وقت خدا نے ندا کی کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں اپنی ذات پر اور تمہاری رسالت پر کسی کے ایمان کو قبول نہ کروں گا مگر اس کی امامت اور ولایت کے ساتھ۔ اے محمدؐ کیا چاہتے ہو کہ اسکو ملکوت آسمان میں دیکھو۔ میں نے عرض کی ہاں پالنے والے۔ تو ندا آئی سر اوا ٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو ملائکہ مقربین کے ساتھ ملا اعلےٰ میں علیؑ دیکھا، اور بہت خوش و مسرور ہوا۔ اور عرض کی پالنے والے میری آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ندا آئی اے محمدؐ میں نے عرض کی لبیک ذوالعزۃ لبیک۔ فرمایا میں تم سے علیؑ کے بارے میں ایک عہد کرتا ہوں اس کو سنو۔ میں نے عرض کی وہ کیا عہد ہے؟ فرمایا علیؑ میری راہِ ہدایت کے نشان نیکوں کے ابرار، کافروں کے قتل کرنے والے، اطاعت گزاروں کے پیشوا ہیں۔ وہ ایسا کلمہ ہیں جس کو پرہیزگاروں کے لیے میں نے لازم قرار دے دیا ہے۔ اور اپنا علم وفہم ان کو میراث میں عطا کیا ہے۔ لہٰذا جس نے ان کو دوست کھا اس نے مجھ کو دوست رکھا جس نے ان کو دشمن رکھا اس نے مجھ کو دشمن رکھا۔ میں بندوں کا اس کے ذریعہ سے امتحان لوں گا۔ تو اے محمدؐ ان کو یہ خوشخبریاں پہنچا دو۔ پھر جبریلؑ میرے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ اور آگے جایئے۔ میں آگے بڑھا تو ایک نہر کے پاس پہنچا جس کے کنارے گوہر یاقوت کے قبے بنے ہوئے تھے اور اس نہر کا پانی چاندی سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر جبریل میرے پاس آئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ نہر کیسی ہے؟ کہا یہ کوثر ہے جسے خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ① [1]

میں نے وہاں دیکھا کہ کچھ لوگوں کو جہنم میں لیے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ خارجی اور ناصبی اور بنی امیہ ہیں جو آپ کے فرزندوں میں اماموں کے دشمن ہیں اور ان پانچوں شخصوں کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ کیا آپ راضی ہوئے؟ میں نے کہا میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ابراہیمؑ علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم بخشا اور مجھ سے باتیں کیں اور تجھے اپنا حبیب قرار دیا اور علیؑ کے بارے میں مجھ کو امر بزرگ عطا فرمایا۔ اے جبرئیلؑ یہ تو بتاؤ کہ قبہ اول میں جنکو میں نے دیکھا اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا وہ کون تھے؟

کہا وہ آپ کے بھائی جناب موسیٰؑ تھے جنہوں نے کہا تھا السلام علیک یا اخر اس لیے کہ آپ آخری پیغمبرؐ ہیں اور جو کہا السلام علیک یا حاشر اس لیے کہ تمام امتوں کا حشر آپ کے زمانے سے نزدیک ہوگا۔

پھر میں نے پوچھا کہ وہ جو عقبہ کے درمیان میں نظر آئے تھے وہ کون تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ آپ کے بھائی حضرت عیسیٰؑ تھے جنہوں نے آپؐ سے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں سفارش کی تھی میں نے پوچھا وہ کون تھے جو بیت المقدس میں تھے؟ کہا وہ آپ کے پدر بزرگ جناب آدمؑ تھے انہوں نے آپ کو علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ مومنوں کے بادشاہ ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے بیت المقدس میں میری اقتداء میں نماز پڑھی؟

---

[1] (پ30 آیت 1 سورۃ کوثر)

کہا وہ انبیاء اور فرشتے تھے جنکو خداوند عالم نے آپ کے وقار کے لیے حاضر کیا تھا تا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔

غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات معراج سے واپس زمین پر آئے اور صبح ہوئی تو آپؐ نے علیؑ کو طلب کیا اور کہا اے علیؑ میں تم کو سناتا ہوں کہ موسیٰؑ وعیسیٰ اور تمہارے پدر آدم علیہم السلام نے تم کو سلام کہا ہے اور سب نے مجھ سے تمہارے بارے میں سفارش کی ہے۔ یہ سن کر علیؑ علیہ السلام کے مسرت سے آنسو نکل آئے اور کہا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو اپنے پیغمبروںؑ میں معروف کیا۔

پھر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میں تم کو دوسری یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ میں جب اپنے خالق کے عرش تک پہنچا تو اس جگہ تمہاری شبیہ دیکھی اور خدا نے تمہارے بارے میں مجھ سے عہد لیا۔ اے علیؑ تمام ملاء اعلےٰ کے ساکنین تمہارے واسطے دعا کرتے ہیں اور عالم بالا کے برگزیدہ افراد خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ان کو تمہاری زیارت کی اجازت عطا فرمائے اور تم امتوں کی قیامت میں شفاعت کروگے جبکہ وہ جہنم کے کنارے کھڑی ہونگی۔ [1]

ایک آیت کی تفسیر

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک شخص مسجد کوفہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آیت کے معنی دریافت کیا۔

[1] (الیقین فی امرۃ امیر المومنینؑ 83)

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۔ [۲]

خداوند عالم نے اپنے حبیبؐ سے فرمایا کہ پیغمبران گزشتہ سے پوچھو۔"

فرمایا جب پروردگار عالم اپنے حبیبؐ معراج مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا (اور مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المعمور ہے جو آسمان پر ہے) وہاں جبریلؑ آپ کو ایک چشمہ کے پاس لے گئے اور کہا یا حضرتؐ اس چشمہ سے وضو کیجئے۔ پھر جبریلؑ نے اذان واقامت کہی اور حضور کو امامت کے لیے کہا اور کہا نماز پڑھیئے اور قرات کیجئے کیونکہ آپؐ کے پیچھے انبیاءؑ اور فرشتوں کی جماعت نماز پڑھے گی جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ صف اول میں جناب آدمؑ، نوحؑ، ہود، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ، علی علیہ السلام ہیں اور وہ تمام پیغمبروںؑ ہیں جو آدم سے خاتم تک خلق پر معبوث ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے امامت کی اور سب نے آپؐ کی اقتدار میں نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرو ان پیغمبروںؑ سے تم سے پہلے معبوث ہو چکے ہیں کہ کیا سوائے خدائے و یکتا کے کسی اور کی پرستش کرتے تھے۔

یہ سن کر حضرتؐ نے ان کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ کس چیز کی شہادت دیتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کو کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ اور بہترین انبیاءؑ ہیں اور علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اور خدا نے ان سب سے آپ کے اور علیؑ کے بارے میں اقرار لیا ہے اور سب نے آپ کو اور علیؑ کو تمام عالم میں اختیار کیا ہے۔ [۳]

---

[۲] (پ 25 آیت سورۃ الزخرف)

[۳] الیقین فی امرۃ امیر المومنین صفحہ 87

سدرۃ المنتہیٰ

معتبر مسند سے حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہ سے مروی ہے کہ پیغمبرؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج جبریلؑ مجھ کو ایک درخت کے پاس لے گئے جس کے مانند بلند اور خوش منظر میں نے کوئی درخت نہیں دیکھا تھا۔ جسکی ہر شاخ اور ہر پھل پر ایک فرشتہ موکل تھا۔ اور خدا کے نور سے وہ درخت گھرا ہوا تھا جبریلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ آپؐ سے پہلے کے تمام پیغمبرؑ اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ خداوند عالم آپ کو اس مقام سے بہشت میں لے جائے گا تا کہ آپ کو بزرگ و عظیم نشانیاں دکھائے۔ لہٰذا خدا کی تائید کے ساتھ مطمئن اور ثابت رہیئے تا کہ آپ کے لیے نور کرامت خدا کامل ہو جائے۔ آپ قرب جوار الٰہی کی جانب بڑھیے۔ غرض میں بتائید پروردگار اوپر کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ عرش کے پاس پہنچا۔ وہاں ایک سبز پردہ میرے سامنے کھینچا گیا جس کے نور وضیاء اور حسن کی میں تعریف نہیں کرسکتا میں اس پردہ سے لپٹ گیا تو وہ اوپر کھینچ لیا گیا یہاں تک کہ میں نے پرواز کی اور اس مقام پر پہنچا جہاں کسی فرشتے کی آواز بھی نہیں پہنچتی تھی۔

میں خوف سے بیگانہ ہو گیا اور تمام ڈر اور خوف میرے دل سے دور ہو گیا میں نے گمان کیا کہ تمام خلائق مردہ ہو گئی۔ پھر خدا نے مجھے کچھ مہلت دی یہاں تک کہ میں اپنے ہوش میں آیا، اور دہشت و خوف سے رہا ہوا۔ اور بتوفیق حق تعالیٰ آنکھیں بند کرلیں اور دل کی آنکھیں کھول کر ملکوت آسمان و زمین کو میں نے دیکھا جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ [1]

دل کی آنکھوں سے میں نے قوت کے ساتھ انوار جلال الٰہی میں سے ایک نور مشاہدہ کیا جس کے دیکھنے کی کسی دل میں تاب نہیں اور نہ کسی عقل میں اس کے سمجھنے کی طاقت ہے۔

پھر خدا نے مجھ کو ندا کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے عرض کی لبیک ربی وسیدی والٰہی لبیک فرمایا تم نے اپنی قدر و منزلت اور اپنی بلندی و عظمت میرے نزدیک دیکھی میں نے عرض کی ہاں اے میرے مولا حق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اپنے اوصیاءؑ کے مقام و منزلت کو جو میرے نزدیک ہے پہچانا۔ میں نے عرض کی ہاں اے میرے مالک۔ اس نے فرمایا اے محمدؐ میرے ملاء اعلیٰ کے ساکنین ورجات وحسنات کے بارے میں گفتگو کیا کرتے اور وہ درجات وحسنات کیا ہیں تم جانتے ہو۔ میں نے عرض کی اے میرے آقا تو ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا کہ وہ سردیوں میں کامل وضو کرنا اور تمہارے اور تمہارے فرزندوں میں سے اماموں کے ساتھ نماز کے درجات میں اپنے پیروں سے سعی کرنا اور نماز کے بعد پھر نماز کا انتظار کرنا اور سلام کا ظہار لوگوں کو کھانا کھلانا اور راتوں کو نمازیں پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ پھر مجھ پر میرے معبود نے نوازشیں کیں اور میری امت کو عطیات بخشے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے دریافت کرتا ہوں حالانکہ خود بہتر جانتا ہوں، بتاؤ کہ زمین پر کس کو اپنا جانشین و خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے عرض کی اپنے پسر عم علیؑ بن ابی طالبؑ کو جس

---

[1] (پ 27 سورہ النجم آیت 18،19)

نے تیرے دین کی مدد کی ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم نے سچ کہا۔ میں نے تم کو پیغمبری کے ساتھ برگزیدہ کیا اور رسالت کے ساتھ مبعوث کیا، اور تمہاری امت تک تمہارے پیغامات پہنچانے سے علیؑ کا امتحان لیا اور ان کو زمین پر تمہارے ساتھ اور تمہارے بعد اپنی حجت قرار دیا۔ وہ میرے دوستوں کے نور اور میرے فرمانبرداروں کے ولی ہیں۔

میں نے ان کی زوجیت میں فاطمہؑ کو دیا اور ان کو تمہارا وصی اور تمہارے علم کا وارث اور تمہارے دین کا مددگار بنایا۔ وہ تمہارے دین سے تعلق رکھنے اور مجھ سے اور تم سے وابستہ ہونے کے سبب قتل کیے جائیں گے۔ ان کو اس امت کا شقی قتل کرے گا۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میرے پروردگار نے مجھے چند امور پر مامور فرمایا جس کے اظہار کی اجازت نہیں دی ہے۔ پھر پردہ عزت گئے تو اپنے اور علیؑ کے مکانات دیکھے۔ جبریلؑ مجھ سے گفتگو کر رہے تھے ناگاہ انوار جبار میں سے ایک نور میرے لیے جلوہ گر ہوا۔ اس کی جانب میں نے سوئی کے سوراخ کے بقدر نظر کی۔ وہ بھی اس نور کے مانند تھا جیسا کہ عرش الٰہی کے پاس نظر آیا تھا۔ پھر میرے کانوں میں ندائے حق پہنچی یا محمدؐ میں نے عرض کی لبیک ربی وسیدی والٰہی۔ تو خدا نے فرمایا تمہارے اور تمہاری ذریت کے واسطے میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے۔ تم میری خلق میں میرے مقرب ہو تم ہی میرے حبیبؐ، میرے امینؐ اور میرے رسول ہو۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میری مخلوق تمام اقسام عبادت کے ساتھ میں میرے پاس آئے اور تمہاری پیغمبریؐ میں شک رکھتی ہو یا میرے برگزیدہ اماموں سے جو تمہاری

ذریت سے ہیں دشمنی رکھتی ہو تو یقیناً ان سب کو جہنم میں ڈال دوں گا اور پرواہ نہ کروں گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیؑ امیر المومنین ہیں مسلمانوں کے سردار بہشت کی جانب شیعوں کے قائد ہیں جو ظلم سے شہید کئے جائیں گے۔ پھر مجھ کو نماز اور تمام باتوں کی ترغیب دی جو وہ چاہتا تھا۔[1]

فضائل علیؑ

بسند معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے مجھ سے ہر آسمان پر فرشتوں نے علیؑ بن ابی طالب کا حال پوچھا اور کہا: یارسول اللہ! جب آپ دنیا میں واپس جایئے گا تو علیؑ اور ان کے شیعوں کو ہمارا آسلام کہہ دیجئے گا۔

جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا اور وہاں سے آگے بڑھا۔ تمام فرشتے اور جبرئیلؑ مجھ سے جدا ہو گئے۔ میں تنہا خدا کی توفیق سے حجابوں تک پہنچا اور سراپردہائے عزت میں داخل ہوا۔ میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب میں داخل ہوتا رہا۔ حجابِ عزت، حجابِ قدرت، حجابِ بہایا، حجابِ کرامت، حجابِ کبریا، حجاب عظمت، حجاب نور، حجاب وقار اور حجاب کمال یہاں تک کہ خدا کی تائید و توفیق اور اس کی قدرت سے ستر ہزار حجاب طے کیئے۔ پھر میں نے اقبال کے پردوں سے حریم قدس میں پرواز کی اور حجاب جلال تک پہنچا اور اس خلوت خانہ خاص میں بندگی کے قدموں سے کھڑا ہوا اور اپنے پروردگار سے مناجات کی۔ خدا نے جو چاہا مجھ کو وحی فرمائی اور میں نے اپنے اور علیؑ کے واسطے جو کچھ طلب کیا خدا نے سب عطا فرمایا اور علیؑ کے

---

[1] الیقین فی امرۃ امیر المومنین صفحہ 89

شیعوں اور دوستوں کے حق میں مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا۔ پھر خداوند جلیل نے مجھ کو ندادی کی پالنے والے اس کو درست رکھتا ہوں جسکو تو خود دوست رکھتا ہے۔ تو آواز آئی کہ علیؑ کو دوست رکھو کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں، جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے۔ تو آواز آئی کہ علیؑ کو دوست رکھتا ہوں۔

یہ سنکر میں سجدہ میں گر پڑا اور خدا کی تسبیح اور اس کا شکر ادا کیا۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ علیؑ میرے ولی ہیں، خلق میں میرے برگزیدہ ہیں۔ تمہارے بعد میں نے ان کو اختیار کیا ہے تا کہ وہ تمہارے بھائی، وصی، وزیر، برگزیدہ اور تمہارے جانشین ہوں اور آسمان پر تمہارے پروردگار ہیں۔ اے محمدؐ اپنے عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو جبار علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھے گا بلا شبہ اس کو برباد کر دوں گا اور جو دشمن علیؑ سے مقابلہ کرے گا بلا شبہ اس کو شکست دوں گا اور ہلاک کروں گا۔ اے محمدؐ میں اپنے بندوں کے دلوں پر مطلع ہوا اور علیؑ کو تمہارا خیر خواہ اور سب سے زیادہ تمہارا مطیع پایا۔ لہٰذا ان کو اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ بناؤ اور اپنی بیٹی فاطمہ زہرہ (سلام اللہ علیہا) کو ان کے ساتھ تزویج کرو۔ میں ان کو دو فرزند عطا کروں گا پاک وطاہر، پرہیزگار اور نیکوکار مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ میں نے لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص میر مخلوق سے علیؑ کو اور ان کی زوجہ کو اور ان کے فرزندوں میں سے اماموں کو دوست رکھے گا بلا شبہ اس کو اپنے قائمہ عرش کی جانب بلند کروں گا اور اپنی بہشت میں اس کو داخل کروں گا اور اس کو اپنے خطیرہ قدس کا پانی پلاؤں گا۔

اور ان کے دشمنوں سے یہ تمام نعمتیں سلب کر دوں گا اور ان کو اپنے ساحت قدس سے دور کر دوں گا اور اپنے عذاب ولعنت ان کے لیے بڑھاتا رہوں گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک تم میری تمام خلق کی جانب میرے رسولؐ ہو اور علیؑ

میرے ولی اور مومنوں کے امیر ہیں۔ اسی اعتقاد پر میں نے تمام فرشتوں اور پیغمبرؑ وں اور اپنی تمام مخلوق سے عہد و پیمان لیا ہے جبکہ وہ روحیں تھے قبل اس کے کہ زمین و آسمان اور خلق کو پیدا کروں اس محبت کے سبب سے جو تم سے اور علیؑ سے اور تمہارے دوستوں اور شیعوں سے رکھتا ہوں اور میں نے تمہارے شیعوں کو تمہاری طینت سے پیدا کیا ہے۔ اس وقت میں نے کہا اے میرے معبود اور میرے مولا ایسا کر کہ میری تمام امت ان کی امامت کے اعتقاد پر متفق ہو جائے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ وہ ممتحن ہیں دوسرے ان کے ساتھ ممتحن ہیں اور ان کے ذریعہ سے میں اپنے کام آسمان و زمین میں امتحان لوں گا تا کہ ان کے ثواب کو کامل کروں جو تمہارے بارے میں میری اطاعت کریں۔ اور لعنت اور عذاب بھیجوں ان کے لیے جو تم لوگوں کے حق میں میری نافرمانی اور مخالفت کریں اور تمہارے ذریعہ خبیث کو نیکو کاروں سے جدا کروں گا۔ اے محمدؐ مجھ کو اپنے عزت و جلال کی قسم ہے اگر میں تم کو نہ پیدا کرتا تو آدمؑ کو نہ پیدا کرتا اور اگر علیؑ کو خلق نہ کرتا تو بہشت بھی پیدا نہ کرتا۔ کیونکہ تمہارے ذریعہ سے اپنے بندوں کو قیامت کے روز ثواب وعقاب کی خبر دوں گا اور علیؑ اور ان کے فرزندوں میں سے اماموں کے ذریعہ اپنے دشمنوں سے دنیا میں انتقام لوں گا لہٰذا ان سب کی بازگشت قیامت کے روز جہنم ہے پھر میں تم کو اور علیؑ کو بہشت و جہنم پر حاکم قرار دوں گا۔ تمہارے دشمن بہشت میں نہیں جائیں گے اور تمہارے دوست جہنم میں داخل نہ ہوں گے اور میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے کہ ایسا ہی کروں گا۔ غرض میں وہاں سے واپس ہوا اور حجاب سے باہر نکلا تو اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ اے محمدؐ علیؑ کو دوست رکھو، اے محمدؐ دوست رکھو اس کو جو دوست رکھے علیؑ کو۔ اے محمد میں تم کو علیؑ اور ان کے

شیعوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ جب میں فرشتوں کے پاس پہنچا تو مجھ کو آسمان پر مبارکباد دی گئی کہ یا رسولؐ اللہ آپ کو اپنے اور علیؑ کے بارے میں یہ کرامتیں گوارا ہوں۔

اے لوگو! علیؑ میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں میرا وصی ہے اور میرے اور میرے رب کے راز پر میرا امین ہے۔ وہ میری زندگی میں اور موت کے بعد تم پر میرا وزیر اور خلیفہ ہے میرے رب نے مجھے بتایا ہے کہ وہ امام المسلمین امام المتقین، امیرالمومنین ہے۔ وہ میرا اور انبیاء کا وارث ہے۔ وہ اللہ کے رسول کا وصی اور اللہ کے حکم سے وہ ان شیعوں اور اہل ولایت جو سفید پیشانیوں والے ہیں کا قائد ہے اللہ اسے قیامت والے دن مقام محمود پر قرار دے گا جس کو اولین اور آخرین دیکھ کر رشک کریں گے اس کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ میرآگے آگے چلے گا اور اس کے پیچھے حضرت آدمؑ اور دیگر انبیاء شہداءؑ اور صالحینؑ کی اولاد جو جنتی ہوگی وہ ہوں گے، یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور میں اس کا گواہ ہوں۔ [1]

جنتی درخت

بسند معتبر امام رضا صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا اس میں ایک درخت دیکھا جس میں پھل کے بجائے حلے اور زیورات تھے۔ اس کے درمیان حوریں تھیں اور اس کے نیچے ابلق گھوڑے تھے اور اس درخت کے اوپر خدا کی رضا و خوشنودی سایہ فگن تھی۔

---

[1] الیقین امرۃ امیرالمومنین صفحہ 157

میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ درخت کس کے لیے ہے؟
کہا یہ آپ کے پسرِ عم علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیے ہے جب خدا حکم دے گا کہ لوگوں کو بہشت میں داخل کریں، شیعیان علیؑ اس درخت کے نیچے لائے جائیں گے، اور یہ حلے اور زیوارت پہنیں گے اور ان گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔
پھر منادی ندا کرے گا کہ یہ شیعیان علیؑ جنہوں نے دارِ دنیا میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کیا تھا۔ آج ان نعمتوں سے سرفراز کیے گئے ہیں۔ [۲]

مولا علیؑ کی تین فضیلتیں

بسندِ معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے میں مرداریدکے ایک قصر میں پہنچا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور چمک رہا تھا۔
پس اللہ نے میری طرف وحی فرمائی کہ یہ قصر علیؑ کا ہے اور فرمایا کہ علیؑ سید المسلمین، امام المتقین اور سفید پیشانی والوں کا قائد ہے۔ [۳]
عبداللہ ابن اسعد بن ذرارہ نے روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے ارشاد فرمایا: شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی نازل فرمائی کہ علیؑ امام المتقین، سید المسلمین اور سفید پیشانی والوں کے قائد

---

[۲] الیقین فی امرۃ امیر المومنین صفحہ 63
[۳] الیقین فی امرۃ امیر المومنین صفحہ 180
بشارۃ المصطفیٰ صفحہ 204

ہیں۔[1]

علیؑ بن محمد بن طیب نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: جب شب معراج مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو میں ایک قصر دیکھا جو سرخ یاقوت سے بنا ہوا تھا اور چمک رہا تھا، پس اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ علیؑ سید المسلمین، امام المتقین اور سفید پیشانی والوں کے قائد ہیں۔ جبریلؑ نے براق سے کہا:[2]

عبدالصمد بن بشیر سے روایت سے انہوں نے کہا کہ میں امام جعفر صادقؑ سے سنا آپؑ نے ارشاد فرمایا: ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے ناگاہ جبریلؑ براق لائے جس پر نور کے ہزار محافے بندھے ہوئے تھے۔ براق مجھ کو سوار کرنے سے مانع ہوا تو جبریلؑ نے اس کو طمانچہ مارا کہ اس کے پسینہ جاری ہو گیا اور کہا سید ھارہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ غرض میں سوار ہوا اور براق سدرۃ المنتہیٰ کی جانب اڑا۔ جب ہم پہلے آسمان پر پہنچے براق کے پروں کی آواز اور اس کے نور کی زیادتی کے سبب آسمان کے دروازے کے فرشتے ڈر کر اطراف وجوانب میں اڑ گئے۔ تو جبریلؑ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ تب فرشتے سمجھے کہ کوئی خدا کا بندہ ہے اور جبریلؑ کے پاس آئے اور پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہ محمدؐ ہیں تو فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ پھر براق نے دوسرے آسمان کی طرف پرواز کی۔ وہاں کے فرشتوں نے بھی خوف سے پرواز کی اور منتشر ہو گئے تو جبریلؑ نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ یہ سنکر فرشتوں نے کہا کوئی بندہ خدا ہے۔ اور جبریلؑ کے پاس آئے اور حال

---

[1] الیقین فی امرۃ امیر المومنین صفحہ 185

[2] الیقین فی امرۃ امیر المومنین صفحہ 185

پوچھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا تو سلام کیا۔ اسی طرح ہر آسمان پر پہنچے۔ اور جبریلؑ نے اذان کی ایک فصل زبان پر جاری کی۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو اذان پوری کی۔ وہاں آنحضرتؐ نے انبیاء اور فرشتوں کی پیش نمازی کی۔ پھر جبریلؑ وہاں سے آنحضرتؐ کو اس مقام تک لے گئے جہاں کھڑے ہو کر بولے کہ اب آپؐ آگے جائیے میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ وہاں سے خداوند عالم اپنی قدرت بے انتہا سے اوپر لے گیا جہاںتک چاہتا تھا اور علم و معرفت اور فیض کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے جس قدر اس نے چاہا۔ پھر خطاب فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے لیے کس کو ہدایت کے لیے قرار دیا ہے۔ عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ خدا نے فرمایا علیؑ امیر المومنین ہیں۔ [۳]

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جبریلؑ نے آپؐ کو اٹھایا اور آسمانوں میں لے گئے پھر ارشاد دیا اور کہا کہ آپؐ کے علاوہ کوئی نبیؑ یہاں نہیں آیا۔ [۴]

آدمیوں کا احترام

ہشام بن سالم نے روایت نقل کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے رشاد فرمایا: جب رسولؐ کو معراج کرائی گئی اور نماز کا وقت ان پہنچا تو حضرت جبریلؑ نے اذان واقامت کہی اور کہا: یا محمدؐ آگے آئیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ آپ آگے آئیں۔

---

[۳] تفسیر العیاشی جلد احدیث 532 صفحہ 179

[۴] تفسیر عیاشی جلد 2 حدیث 7 صفحہ 300

جبریل نے کہا: جب سے اللہ نے ہمیں آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے اس دن سے آج تک ہم کسی بھی آدمی کے آگے نہیں آئے۔ [1]

یا علیؑ تجھے میں سات مقامات پر اپنے ساتھ پایا

بریدہ کا بیان ہے کہ میں رسول خداؐ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور علیؑ بھی آپؐ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: یا علیؑ! کیا میں تجھے اپنے ساتھ سات مقامات پر نہیں پایا؟

یہاں تک کہ آپؐ نے چوتھے مقام کا ذکر فرمایا: جمعہ کی رات کو مجھے ملکوت السموات اور زمین کے عجائبات رکھائے گئے اور مجھے بلند کیا گیا تو میں تمام اشیاء کو دیکھا پس میں آپ ک طرف مشتاق ہوا اللہ سے دعا کی تو آپؑ کو اپنے ساتھ پایا۔ میں نے کوئی چیزہ ایسی نہیں دیکھی جہاں آپ نہ ہوں۔ [2]

مولا علیؑ رسولؐ کے ساتھ

انس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی طرف معراج کرائی گئی تو میں اپنے رب کے اتنا قریب ہوا کہ میرے اور میرے رب کے درمیان دو کمانوں سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمدؐ ساری کائنات میں آپؐ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں۔

---

[1] تفسیر عیاشی جلد 2 حدیث 5 صفحہ 300

[2] بصائر الدرجات جلد 2 باب 20 حدیث 11 صفحہ 114

میں نے کہا: اے میرے رب! میں علیؑ سے محبت کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمدؐ! ذرا ادھر دیکھو پس جب میں نے اپنے بائیں طرف دیکھا تو علیؑ ابن ابی طالبؑ موجود تھے۔ [۳]

ابلیس

بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس رات ہم کو معراج ہوئی جبریل نے مجھ کو اپنے داہنے کاندھے پر بٹھایا اور مجھ کو اثنائے راہ میں ایک زمین سرخ پر لے گئے جو زعفران سے زیادہ خوش رنگ اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ وہاں میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ایک لمبی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون سی زمین ہے کہا یہ وہ زمین ہے جہاں آپؐ کے اور آپؐ کے وصی امیر المومنین کے دوست یہاں جمع ہوں گے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہا یہ ابلیس ملعون ہے۔ چاہتا ہے کہ ان کو امیر المومنینؑ کی محبت وولایت سے روکے اور فسق وفجور پر آمادہ کرے۔ میں نے کہا مجھے یہاں اتارو۔ تو جبریلؑ نے بجلی کے مانند وہاں پہنچایا میں نے اس شخص سے کہا قم یعنی اٹھ اے ملعون۔ اور ان کے دشمنوں کی عورتوں، لڑکوں اور مال میں جا کر شریک ہو۔ تجھ کو شیعیان علیؑ پر غلبہ نہیں ہے۔ اسی روز سے اس شہر کا نام قسم ہو گیا۔ [۴]

---

[۳] امالی طوسی مجلس 12 حدیث 727 صفحہ 352

[۴] علل الشرائع جلد 2 باب 373 حدیث 1 صفحہ 295

ایک مچھلی

بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے اس حدیث کی اسناد کو یاد نہیں رکھا ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب معراج میں آسمان کی طرف لیجایا گیا تو میرے پسینہ کا ایک قطرہ ٹپک پڑا اور اس سے گلاب کا پھول روئیدہ ہوگیا اور وہ گلاب سمندر میں گرا تو ایک طرف سے ایک مچھلی اس کو لینے کے لیے جھپٹی اور ایک طرف سے ایک دعموص (پانی کا کیڑا) جھپٹا مچھلی نے کہا یہ میرا ہے اور دعموص نے کہا یہ میرا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک کو بھیجا تا کہ وہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کردے تو اس ملک نے اس گلاب کے دو ٹکڑے کر دیئے نصف مچھلی کے لیے اور نصف دعموص کے لیے۔ میرے والد نے فرمایا ای لئے تم دیکھتے ہو کہ گلاب کی پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں دو پنکھڑیوں کا پچھلا حصہ مچھلی کی مانند ہوتا ہے اور دو پنکھڑیوں کا حصہ دعموص سے مشابہہ اور ایک پنکھڑی آدھی مچھلی سے مشابہہ اور آدھی دعموص سے مشابہہ ہوتی ہے۔ [1]

پچاس نمازوں کا ثواب

انس بیان کرتے ہیں کہ معراج کی رات آپؐ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر کم کرتے کرتے پانچ رہ گئیں پھر ندا دی گئی کہ یا محمد! میرا قول تبدیل نہیں ہوسکتا لہٰذا آپؐ کے لیے پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر

---

[1] علل الشرائع جلد 2 باب 385 ح 58 صفحہ 366

ہے۔[۲]

مولا علیؑ کی تائید اور نصرت

جناب علیؑ ابن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں چند اصحاب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میں بیت المقدس پر یہ عبادت دیکھی:[۳]

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ

اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں نے آپؐ کی تائید آپؐ کے وزیر کے ذریعہ کی اور آپؐ کی نصرت آپؐ کے وزیر کے ذریعہ کی۔

میں (رسولؐ) نے جبریلؑ سے کہا: میرا وزیر کون ہے؟

جبریلؑ نے کہا: علیؑ ابن ابی طالبؑ

پس جب ہم سدرۃ المنتہیٰ پہ پہنچے تو میں نے یہ عبارت دیکھی۔

انی انا اللہ الا الہ الا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ

مجھ اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

---

[۲] علل الشرائع جلد 1 باب 113 حدیث صفحہ 161

[۳] تفسیر قمی جلد 2 صفحہ 314

حضرت محمدؐ میر میر مخلوق میں میری صفوت ہیں میں نے ان کی تائید ان کے وزیر اور نصرت ذریعے کی۔

میں (رسولؐ) جبریلؑ سے پوچھتا: میرا وزیر کون ہے؟

انہوں نے کہا: علیؑ ان ابی طالبؑ

جب ہم عرش پر پہنچے تو میں نے عرش پر یہ عبارت دیکھی۔

انا الله لا اله الا انا محمد حبیبی اید ته بوزیره ونصر ته بوزیره

مجھ اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں محمدؐ میرے حبیب ہیں میں نے ان کی تائید اور نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی جب میں جنت میں داخل ہوا تو شجرہ طوبیٰ جس کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے (آگے لکھتا ہے)

مولا علیؑ کے لیے وصیت

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات سدرۃ المنتہیٰ پر مجھے نداء دی گئی یا محمد علیؑ کو اچھی وصیت فرمائیں کہ وہ سید المسلمین اور سفید پیشانی والوں کے قائد ہیں۔ [1]

راضیۃ مرضیۃ

علامہ علیؑ ابن ابراہیم قمیؒ نے اپنی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ رسول

[1] امالی طوسی مجلس نمبر 7 ح 328 صفحہ 193

خداؐ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو جبریلؑ مجھے جنت میں لے گئے وہاں میں نے ایک حور دیکھی اس نے مجھے دیکھ کر کہا:

السلام عليك يا محمد السلام عليك يا احمد السلام عليك يا رسول الله۔

میں نے کہا: وعلیکم السلام

تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں راضیہ مرضیہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ ہو جا تو میں آپؐ کے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ہو گئی ہوں۔ [۳]

کیا اس صورت کو پہچانتے ہو؟

حمران سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے قرآن مجید کی ان آیات کے بارے میں سوال کیا۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿٩﴾

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سرکار رسالت مآبؐ کو اپنے قریب کیا، اللہ اور آپؐ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا سوائے ایک قفس لولو کے جس میں ایک فراش تھا جو چمک رہا تھا۔ آپؐ نے ایک صورت کو دیکھا کہا گیا: یا محمدؐ! کیا آپؐ اس صورت کو پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں یہ کو علیؑ ابن ابی طالبؑ کی صورت ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی وحی فرمائی کہ آپ علیؑ کی شادی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کر دیں اور علیؑ کو س اپنا وصی قرار دیں۔

---

[۳] تفسیر قمی جلد 1 صفحہ 32د